عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۱۹ تا ۲۵ / ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۲ تا ۳۱ / دسمبر ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۴۸

قیمت: ۷ روپے

تعلیماتِ نبوت اور فلسفۂ مادیت

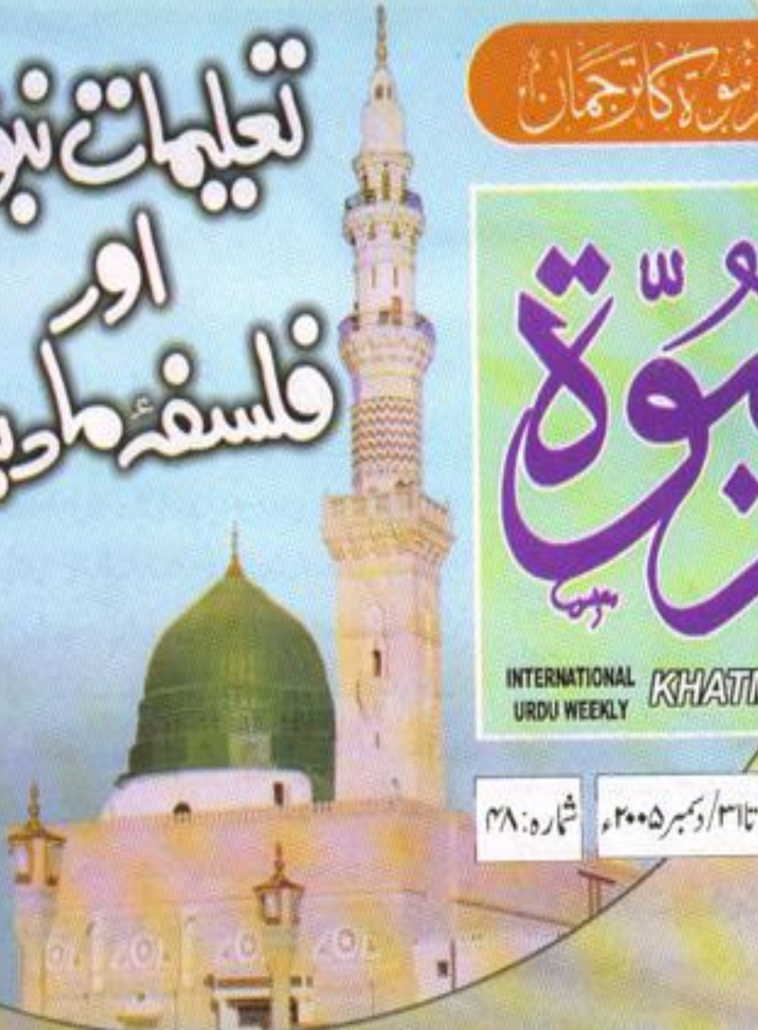

اخلاص

ایک لازوال کتاب

ملفوظات مسیح الامت

قادیانیت ہماری نظر میں

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

احرام کی حالت میں خواتین کے چہرہ کا حکم:

س: محترم جناب مفتی صاحب اگر کسی عورت نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہو تو اس حالت میں عورت پر نامحرم مردوں سے چہرہ چھپانا ضروری ہے یا نہیں؟ کیونکہ ایک طرف احرام کی حالت میں عورت کا چہرے سے کپڑا لگانا ممنوع ہے دوسری طرف حج وعمرہ کے سفر کے دوران اور حج وعمرہ کی ادائیگی کرتے ہوئے بے شمار نامحرم مردوں سے سامنا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں محرمہ عورت کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا وہ چہرہ کھلا رکھے یا کوئی ہیٹ وغیرہ پہن کر اس کے اوپر سے نقاب ڈال لے جیسا کہ حج وعمرہ سے متعلق اردو کی عام کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ حج وعمرہ کے احرام میں عورت کے لئے چہرہ کا پردہ نہیں ہے‘ از راہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا مفصل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

ج: احرام کی حالت میں عورت کے لئے اپنے چہرہ پر کپڑا لگانا منع ہے‘ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”محرمہ عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے“ (ابوداؤد) اور ترمذی شریف میں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! احرام کی حالت میں آپ ہمیں کن کپڑوں کے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے جواب دیا‘ جس میں آگے فرمایا: ”محرمہ عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے“ (سنن ترمذی) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”حسن صحیح“ قرار دیا ہے‘ البتہ نامحرم مردوں سے پردہ کرنا بھی اپنی جگہ ضروری ہے اس لئے احرام کی حالت میں سر پر کوئی ہیٹ وغیرہ لگا کر اس کے اوپر سے نقاب ڈالنا چاہئے تاکہ چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ مسند احمد اور ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے فرماتی ہیں: ”ہم احرام کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتیں اور سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو جب وہ ہمارے قریب آتے تو ہم اپنی چادر چہرہ پر گرا لیتے تھے اور جب وہ گزر جاتے تو ہم چہرہ کھول لیتے۔“ (ابوداؤد) اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ عورتوں کو احرام کی حالت میں نقاب ڈالنے سے منع فرمایا کرتے تھے لیکن ہدایت فرماتے تھے کہ عورتیں اپنے چہرہ پر کپڑا لٹکا لیا کریں۔“ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں اگرچہ عورت نقاب نہیں باندھے گی لیکن نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ بھی نہیں رہے گی‘ بلکہ اوپر سے کپڑا لٹکائے گی تاکہ نامحرم مردوں سے پردہ بھی ہو جائے اور چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے۔ مسند شافعی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں انہوں نے احرام کی حالت میں چہرہ پر نقاب ڈالنے کا طریقہ بتایا: ”حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محرمہ عورت اپنے برقعہ کی چادر آگے کی طرف لٹکائے گی اور اسے چہرہ پر نہیں لگائے گی‘ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کیسے نہیں لگائے گی؟ آپؓ نے اشارہ سے بتایا جیسے عورت برقہ کی چادر اوڑھتی ہے پھر چادر کا جو حصہ آپ کے رخسار کے پاس تھا اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس چادر سے چہرہ اس طرح نہیں چھپائے گی کہ یہ اس کے چہرہ سے لگے بلکہ یہ چادر اپنے چہرہ کے سامنے لٹکائے گی۔“ (مسند شافعی) چہرہ کے سامنے اس طرح چادر لٹکانے کو بعض فقہائے احنافؒ نے تو مستحب قرار دیا ہے اور بعض نے جائز لیکن اکثر فقہائے کرام کی رائے وجوب کی ہے اور علامہ ابن نجیمؒ نے البحرالرائق میں ان مختلف اقوال میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر غیر محرم موجود نہ ہوں تو چہرہ کے سامنے چادر لٹکا لینا مستحب ہے (تاکہ اچانک کسی نامحرم مرد کے سامنے آنے سے بے پردگی نہ ہو) اور اگر غیر محرم موجود ہوں اور چہرہ کے سامنے چادر لٹکا لینا ممکن ہو تو پھر یہ واجب ہے اور اگر کسی وجہ سے چادر لٹکانا ممکن نہ ہو تو پھر مردوں پر غض بصر لازم ہے۔ آج کل عورت کا چہرہ کھلا رکھنے میں جو فتنہ کا اندیشہ ہے وہ کسی سے مخفی نہیں‘ خصوصاً حرمین شریفین میں صد درجہ اختلاط اور پھر عدم احتیاط کی وجہ سے جو صورتحال پیش آتی ہے۔

اس سے ہر زائر واقف ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا جو معمول تھا وہ بھی پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے‘ اس لئے بلا ضرورت حالت احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی‘ البتہ اگر شدید مجبوری ہو اور چہرہ کے سامنے کپڑا لٹکانے کی صورت میں چلنا سخت مشکل ہو یا سخت ہجوم میں کوئی نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہو جیسے حج کے طواف‘ سعی اور رمی کرتے ہوئے ایسی صورتحال پیش آتی ہے تو ایسی صورت میں عورت کیلئے چہرہ کھلا رکھنے کی گنجائش ہے‘ لیکن اس صورت میں مردوں پر لازم ہے کہ وہ نگاہیں نیچی رکھیں قصداً غیر محرم عورت کے چہرہ کی طرف نہ دیکھیں۔

ہفت روزہ ختم نبوة

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

جلد ۲۴ شمارہ ۴۸ ۱۹ تا ۲۵ / ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ / دسمبر ۲۰۰۵ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا بشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا سعید احمد جلالپوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین: محمد ارشد خرم

محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

مولانا نعیم امجد سلیمیؒ	(اداریہ)	4
ایک لازوال کتاب	(حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)	7
اخلاص	(فقیہ ابواللیث ثمرقندیؒ)	12
تعلیمات نبوت اور فلسفہ مادیت	(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)	13
ملفوظات مسیح الامت	(مولانا محمد فاروقؒ)	16
قادیانیت: ہماری نظر میں		20
سانحہ بادلیاء		21
امر بالمعروف ونہی عن المنکر	(م-س-الف ندویؒ)	22
عالمی خبروں پر ایک نظر		23

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲۔۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
P.: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری

بزم لدھیانوی کا اک چراغ

حضرت مولانا نعیم امجد سلیمیؒ

جمعرات ۲۴/ نومبر ۲۰۰۵ء مطابق ۲۰/ شوال ۱۴۲۶ھ بعد نماز عصر ہمارے قدیمی رفیق' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے محب صادق' تربیت یافتہ اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا نعیم امجد سلیمیؒ اچانک رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمّٰی۔

مولانا نعیم امجد سلیمی بہاولنگر' تحصیل چشتیاں کے مضافاتی چک اور ارائیں برادری کے زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور غالباً خاندان کے اکلوتے عالم دین تھے۔ شروع سے ہی طبیعت میں سلامتی اور فیاضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ابتدا ہی سے انہیں اکابر و اسلاف سے والہانہ عشق و تعلق تھا۔ وہ ابھی نوخیز و نوعمر طالب علم تھے کہ دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ کانفرنس کا اعلان ہوگیا۔ وہ اسی جذبۂ شوق اور لگن سے مجبور ہوکر ہندوستان جانے کو بے تاب ہوگئے' جیسے تیسے کرکے دارالعلوم دیوبند پہنچے' وہاں کے تاریخی مقامات میں سے ایک ایک پر گئے۔ اکابر کی نایاب و نادر کتب کا ذخیرہ خرید کر لائے۔ یہاں بھی ان کا ہمیشہ سے کتاب ہی سے رشتہ استوار رہا۔ ابتدائی تعلیم چشتیاں وغیرہ کے مختلف مدارس میں ہوئی' فوقانی درجات کی تعلیم کے لئے انہوں نے جامعہ علوم اسلامیہ کا رخ کیا اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے ہی فاتحہ فراغ پڑھا۔ فراغت کے بعد ان کے خاندانی بزرگوں نے انہیں چشتیاں اور مضافات میں رکھنے کے لئے ان سے عربی اسکول ٹیچر کی ملازمت کی درخواست دلائی اور سرکاری ملازمت کی منظوری بھی آگئی' مگر ان کے والد ماجد کے بقول انہوں نے اسکول کی ملازمت سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ: میرے اساتذہ نے مجھے کراچی میں رہ کر کام کرنے کا فرمایا ہے' لہٰذا میں چشتیاں نہیں آسکتا۔

مولانا نعیم امجد سلیمیؒ اپنے اساتذہ کے مشورہ سے محکمہ اوقاف کے خطیب و امام مقرر ہوئے اور کراچی کی پسماندہ بستی ڈالمیا' کی چہار مینار مسجد ان کی عملی جولان گاہ قرار پائی۔ مگر جلد ہی اس محکمہ سے ان کا دل بھر گیا اور انہوں نے اسے خیر باد کہہ دیا' اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ: میں آپ کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت شہیدؒ نے ان کے جذبۂ خلوص کو سراہتے ہوئے انہیں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی ترتیب و تدوین کے کام کے لئے منتخب فرمایا۔ یوں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی ترتیب و تدوین کا ابتدائی کام ان کی برکت سے شروع ہوا اور تادم آخر موصوف اسی شعبہ سے منسلک رہے۔

مولانا مرحوم کا نکاح چشتیاں شہر کی مشہور علمی اور روحانی شخصیت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے ہاں ہوا۔ مولانا سلیمیؒ کی اہلیہ بھی ماشاء اللہ عالمہ فاضلہ تھیں' گھر والوں کو کراچی لائے تو ایک عرصہ تک کرایہ کے مکان میں رہے اور آئے دن کرایہ کا مکان بدلنے کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ خدا خدا کرکے انہوں نے ڈالمیا کی کچی آبادی کے ایک پسماندہ علاقہ کچی پاڑہ میں معمولی رقم کے عوض ایک پلاٹ خرید کر اس پر عارضی مکان بنا کر رہائش اختیار کرلی۔ جہاں پانی' بجلی اور گیس نام کی کوئی سہولت موجود نہ تھی' مگر مولانا نہایت ثبات و استقلال سے جمے رہے' ابتدا میں انہوں نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے حکم اور مشورہ پر اپنے گھر کے ایک حصہ میں علاقے کے غریب لوگوں کے بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کو گھر لے گئے' دعا کرائی' بیان کرایا اور کام شروع کردیا۔ ان کے خلوص و اخلاص' گھر والوں کی محنت اور حضرت لدھیانوی شہیدؒ

کی دعاؤں کی برکت سے اس مکتب نے باقاعدہ مدرسہ کی شکل اختیار کرلی اور دیکھتے ہی دیکھتے کام بڑھ گیا۔ چنانچہ موصوف نے بچیوں کے والدین کے اصرار پر اپنے مکان کی چھت پر ہی باقاعدہ رہائشی طالبات رکھنے کا نظم قائم فرمالیا۔ ابتدائی طور پر مولانا کے مکان کی چھت پر کچھ عارضی چھپر ڈال کر اسے دارالاقامہ اور درس گاہ کا درجہ دیا گیا۔ لیکن حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی توجہ‘ مولانا مرحوم اوران کے گھر والوں کی قربانیوں نے ایسا رنگ دکھلایا کہ اس مدرسہ نے سالوں کی ترقی دنوں میں کی۔ چنانچہ مدرسہ کے لئے باقاعدہ زمین کا ایک ٹکڑا خریدا گیا‘ نقشہ بنوایا گیا‘ اکابر علماء اور اہل قلوب سے دعائیں کرائی گئیں اور محض توکلا علی اللہ اس کی تعمیر کا کام شروع کردیا گیا‘ تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کی تعمیر مکمل کرادی اور مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ کی عالی شان عمارت میں حفظ‘ ناظرہ‘ فہم دین کورس سے لے کر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بنات کے دورۂ حدیث تک کی پوری تعلیم ہونے لگی۔

چنانچہ مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ کے دورۂ حدیث کے دو سال مکمل ہوئے اور تیسرے سال کی شروعات تھیں‘ داخلے ہورہے تھے۔ مزید اساتذہ کے تقرر کا مرحلہ زیر بحث تھا کہ مولانا نعیم امجد سلیمی نے رخت سفر باندھ لیا۔ ہوا یوں کہ مولانا مرحوم رمضان کے پہلے عشرہ میں اسکوٹر سے گر کر زخمی ہوگئے تھے‘ ایکسرے سے معلوم ہوا کہ بائیں ٹانگ اور کندھے پر معمولی چوٹیں آئی ہیں اور گھٹنے کی ہڈی کسی قدر متاثر ہوئی ہے۔ حسب معمول ٹانگ پر پلستر چڑھا کر چھ ہفتے تک آرام کرنے کا مشورہ دے دیا گیا۔ مولانا مرحوم نے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ ”آپ کے مسائل“ کی جدید ترتیب وتبویب کا کام ان کے گھر پہنچادیا جائے اور مولانا نے گھر پر بیٹھے بیٹھے یہ ذمہ داری نبھانا شروع فرمادی۔ رمضان میں راقم الحروف کو فون پر اس حادثہ کی اطلاع دی اور دعا کے لئے کہا۔ واپسی پر عید کے دوسرے دن ناکارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا‘ معمول کی گفتگو رہی‘ دعائے خیر کے بعد واپس آگیا۔ چند دن پیشتر بھی انہوں نے فون پر تفصیلات بتلائیں اور مدرسہ کے لئے اساتذہ کے تقرر کی بابت مشورہ ہوا۔ جمعرات ۲۰/شوال کو ان کا پلستر کھلنا تھا‘ اسی دن صبح تمام رفقاء کو فون کیا‘ سب کی خیریت دریافت کی اور صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی سلمہ کو فون کرکے ایمبولینس منگوائی۔ عصر کے وقت گھر پر لدھیانوی ٹرسٹ کی ایمبولینس آگئی۔ آج مولانا نسبتاً زیادہ ہشاش بشاش تھے۔ ہسپتال جانے سے قبل انہوں نے بال بنوائے‘ مونچھیں صاف کیں اور مکمل تیاری فرمائی‘ باتھ روم سے فارغ ہوئے‘ گھر والوں سے کہا: لوٹا اور ایکسرے وغیرہ دے دو‘ شاید ضرورت پیش آئے‘ خدام انہیں لینے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ گر کر بے ہوش ہوگئے‘ رفقاء نے دل کی جگہ کو زور زور سے دبایا اور سہلایا تو ہوش میں آگئے‘ فرمایا: بٹھادو اور پانی پلادو‘ اسی اثنا میں رفقاء نے انہیں ایمبولینس میں سوار کیا تو فرمانے لگے: اسٹریچر پر بٹھادو‘ مگر وہ زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکے اور اسٹریچر پر اچانک گر سے گئے‘ ان کے منہ سے آخری الفاظ یہ سنے گئے: ”اے اللہ! آسانی فرما‘ اے اللہ! آسانی فرما“ ایمبولینس جب قریبی ہسپتال پہنچی تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کی رحلت کی اطلاع ملی تو یقین نہیں آرہا تھا‘ مگر نوشتۂ تقدیر سے کس کو مفر ہے؟ اسی وقت ہسپتال سے ان کی میت لاکر غسل وکفن دیا گیا‘ رات کو میت مدرسہ میں رکھی گئی‘ دوسرے دن جمعہ کے بعد نماز جنازہ ہوئی اور اس خزانہ خوبی کو ڈالمیا کے قبرستان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سپرد خاک کردیا گیا۔ اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔

مولانا نعیم امجد سلیمیؒ کا سلوک واحسان کا پہلا تعلق یا پہلی بیعت قطب الارشاد حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ سے تھی۔ ان کی رحلت کے بعد آپ نے حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی طرف رجوع کیا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان ہی کے ہوکر رہ گئے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے بھی انہیں روحانی بیٹے سے بڑھ کر حقیقی عزیزوں کا سا سلوک دیا۔ چنانچہ مجھے وہ منظر آج تک یاد ہے اور حضرتؒ کی رس گھولنے والی آواز اب تک میرے سامعہ میں گونج رہی ہے کہ: ”ہمارے مولانا نعیم امجد سلیمی صاحب نے اس علاقہ میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی ہے‘ یہ مدرسہ ہمارا ہے‘ یہ مدرسہ ترقی کرے گا اور جو لوگ اس سے وابستہ ہوں گے ان کو دنیا وآخرت کی فلاح نصیب ہوگی۔“

بلاشبہ حضرتؒ کی دعاؤں اور سرپرستی نے اس مدرسہ کو چار چاند لگادیئے۔ ایک ایسا مدرسہ جو ظاہری اسباب سے محروم ہو‘ علاقہ غریب وپسماندہ ہو اور جہاں مسلک کا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے بجائے دل شکنی کی جاتی ہو‘ وہاں کام کرنا اور کسی کی داد وتحسین اور صلہ وستائش کی پرواہ کئے بغیر قدم بڑھائے جانا بلاشبہ مولانا نعیم امجد سلیمیؒ ایسے اصحاب عزیمت ہی کا کام ہوسکتا ہے۔ مولانا موصوف نے اس مدرسہ کے لئے کس قدر محنت وقربانی کی لازوال تاریخ مرتب کی ہے‘ اس کا اندازہ مقامی آبادی میں دینی‘ اصلاحی انقلاب سے لگایا جاسکتا ہے۔ کل تک جہاں مولانا کا ایک ہم نوا نہ تھا‘ آج ماشاء اللہ ان کے قافلہ میں دسیوں نیک دل

افراد شامل ہیں' اور وہ گھرانے جن کو اس مردِ درویش نے دین و دیانت اور علم و عمل سے روشناس کرایا' وہ ان کے اسیرِ عقیدت ہیں' اس وقت مدرسہ میں حفظ و ناظرہ سے لے کر دورۂ حدیث تک تقریباً چار صد طالبات ہیں' جن میں سے ایک سو کے قریب طالبات مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں' جن کے قیام و طعام کا کفیل مدرسہ ہے' مجموعی طور پر اساتذہ' معلمات اور دیگر عملہ کے ۲۵' افراد مصروفِ کار ہیں اور مدرسہ کے ماہانہ اخراجات کا میزانیہ تقریباً ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔ مولانا مرحوم کے جانے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ یہ مردِ درویش اتنا بڑا کام کس خاموشی سے انجام دے رہا تھا؟! اتنا بڑا مدرسہ اور اس کے اخراجات کا انتظام وہ کس محنت و مجاہدہ سے پورا کر رہے تھے؟! اے اللہ! مولانا مرحوم کے لگائے ہوئے اس باغ کو سدا سرسبز و شاداب رکھ' ان کی حسنات کو قیامت تک جاری و ساری رکھ اور ان کی بلندی درجات کا ذریعہ بنا۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے کاموں کی حکمت اور اس کے راز انسانوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں' بلاشبہ ان کی حیات مستعار پوری ہوگئی' وہ چلے گئے' ان کا انتہائی وقت تھا' وہ اس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے' مگر بہر حال ہم ایسے کوتاہ فہموں کے لئے یہ مرحلہ انتہائی جاں گسل ہے کہ ان کے بچے ابھی چھوٹے ہیں' سب سے چھوٹی بیٹی نو ماہ کی ہے اور بڑا بچہ فہیم امجد ۱۷ سال کا ہے اور درجہ ثانیہ کا طالب علم ہے۔ بظاہر مشکلات ہیں' مگر اس ذات کریم سے امید ہے کہ وہ ان کی کفایت و کفالت فرمائیں گے اور اس ادارہ کو حسبِ معمول ترقیات سے سرفراز فرمائیں گے۔

مولانا مرحوم نے اپنے گاؤں میں بھی حفظ و ناظرہ کا ایک مدرسہ قائم کر رکھا تھا' جس کے تمام اخراجات بھی وہ خود برداشت کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی وفات کے موقع پر ان کے والد ماجد نے کہا کہ اس مدرسہ کا اب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کی بھی کفایت فرمائے اور خزانہ غیب سے اس کے اخراجات کا انتظام فرمائے۔

میرے مشاہدے اور اندازہ کے مطابق آج سے بیس سال قبل ان کے پاس جو ففٹی موٹر سائیکل تھی' آج بھی ان کے پاس وہی تھی۔ انہوں نے اتنا اونچا اور خوبصورت مدرسہ بنالیا مگر اپنی ذات کو ہمیشہ تنگی میں ہی رکھا' انہوں نے راحت و آرام کو کبھی پاس نہیں آنے دیا۔

مولانا مرحوم نے مدرسہ کے ساتھ ساتھ اصلاح و ارشاد کے خانقاہی نظام سے بھی بے اعتنائی نہیں برتی۔ چنانچہ انہوں نے "زکریا عارفیہ یوسفیہ" کے نام سے ایک خانقاہ کو بھی رجسٹرڈ کرا رکھا تھا اور پہلے اپنے گھر میں اور اب مدرسہ قرآن کریم یوسفیہ میں انہوں نے ہفتہ واری مجلس ذکر کا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ انہوں نے ہر سال عشرہ اخیرہ میں اپنے شیخ کی قائم کردہ مسجد خاتم النبیین میں اعتکاف کا معمول بھی جاری رکھا۔

وہ ہر جمعرات کو مسجد خاتم النبیین میں قائم مجلس ذکر میں باقاعدگی سے شریک ہوتے' نہایت سوز سے ذکر کرتے اور درد سے دعا مانگا کرتے۔ یوں تو مولانا مرحوم ساری زندگی شعبہ "آپ کے مسائل اور ان کا حل" سے منسلک رہے مگر آج کل وہ اس شعبہ کا اہم کام سرانجام دے رہے تھے' جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے خدام نے طے کیا کہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی شہرۂ آفاق کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کو جدید انداز سے مرتب کیا جائے' جس میں اس کی تخریج کے ساتھ ساتھ ان مسائل کو بھی شامل کیا جائے جو ابھی تک شامل نہیں ہوسکے تھے۔ چنانچہ مولانا مرحوم روزنامہ جنگ کے صفحہ اقرأ کے گزشتہ پچیس سالہ ریکارڈ کو کھنگال کر ان مسائل کو منتخب کر رہے تھے جو تاحال اشاعت پذیر نہیں ہوسکے تھے' اسی طرح جو مسائل مکرر آگئے تھے' ان کو حذف کرکے کتاب کو جامع مانع اور مہذب فرما رہے تھے۔ چنانچہ موصوف نے قریب قریب یہ کام انجام دے لیا تھا' بہت ہی معمولی کام باقی تھا کہ ان کا وقت موعود آگیا' ان کے کام کا اگلا مرحلہ یہ تھا کہ یہ جدید مسائل کس جلد کے کس باب میں اور کس مسئلہ کے آگے یا پیچھے درج ہوں گے؟ بہر حال مولانا مرحوم کی رحلت سے اس ناکارہ کا ذاتی اور ادارہ آپ کے مسائل کا عظیم نقصان ہوا ہے' خدا کرے کوئی اللہ کا بندہ اس کام کے لئے مہیا ہوجائے۔

مولانا مرحوم نے جس طرح اپنی خانقاہ کو رجسٹر کرا رکھا تھا' اسی طرح انہوں نے اپنے مدرسہ کو بھی رجسٹر اور ٹرسٹ کرا رکھا تھا' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زندگی میں انہوں نے حضرتؒ کو اپنا سرپرست بنائے رکھا' ان کی شہادت کے بعد حضرتؒ کے خدام کو اپنا سرپرست بنالیا تھا۔ خدا کرے آئندہ بھی ان کے مدرسہ کو اچھے کارکن اور خیر خواہ خدام مل جائیں تاکہ یہ دینی ادارہ قیامت تک چلتا رہے اور مسلک حق مسلک دیوبند کی ترجمانی کرتا رہے۔

مولانا مرحوم نے والدین' ایک بیوہ' تین بیٹے اور تین بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ہم مولانا مرحوم کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کی دستگیری فرمائے اور انہیں اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ایک لازوال کتاب

مولانا اشرف علی تھانویؒ

''یہ آیات کتاب اور قرآن مبین کی ہیں۔'' (سورۂ حجرات:۱)

''یہ آیتیں قرآن اور کتب مبین کی ہیں۔'' (سورۂ نمل:۲)

یہ دو آیتیں ہیں ایک سورۂ حجر کی دوسری سورۂ نمل کی۔ اس مضمون کے اختیار کی یہ وجہ ہوئی کہ آج کل مسلمانوں کو قرآن کے حقوق سے غفلت ہے اور جو اہتمام اس کا ہونا چاہئے اس میں کوتاہی ہے۔ اول سے آخر تک قرآن کا پڑھنا فرض کفایہ ہے اور ایک آیت کا یاد کرنا فرض عین اور سورۂ فاتحہ اور ایک سورۃ کا سیکھنا گو چھوٹی ہی سی سورۃ ہو واجب ہے۔ میں نے قرآن کا بیان اسی لئے اختیار کیا ہے کہ اس کا جو درجہ ضرورت کا ہے' مسلمان اس سے بھی غافل ہیں اور جس درجہ اس کا اہتمام ہونا چاہئے اس میں بھی آج کل کوتاہی ہے اور اس کوتاہی کو بہت لوگ کوتاہی ہی نہیں سمجھتے۔ قرآن کے جس درجہ میں کوتاہی ہے وہ ایک تو فرض کفایہ کا درجہ ہے اور ایک فرض عین کا درجہ ہے۔ بعض لوگ پورا قرآن نہیں پڑھتے اور بعض لوگ صحت وتجوید حاصل نہیں کرتے اور ان دونوں درجوں میں قرآن ہی کا تحقق نہیں رہتا۔ اول میں تو ظاہر ہے کہ جزء کا فوت کل کے فوت کو مستلزم ہے (یعنی جزء فوت ہو جائے تو کل کا فوت ہو جانا لازم ہو جاتا ہے) اور دوسرے اس لئے کہ قرآن عربی ہے عربیت کے فوت ہونے سے بھی قرآن کا تحقق نہ رہے گا۔

اس وقت مجھے قرآن کے متعلق صرف ایک مضمون بیان کرنا ہے جو اب تک کانوں میں نہیں پڑا' باقی مضامین جو سب کے کانوں میں پڑے ہوئے ہیں مثلاً فضائل قرآن وثواب وغیرہ وہ اس وقت بیان نہ کروں گا۔

وہ نیا مضمون جس کے بیان کا قصد ہے اہم ہے۔ یہ مضمون غالباً نہ کسی دوسرے سے آپ نے سنا ہوگا اور نہ سننے کی امید اور نہ کتابوں میں نظر آئے گا۔

یہ دونوں آیتیں جو میں نے تلاوت کی ہیں حروف مقطعات (جیسے الٓمٓ الٓرٰ وغیرہ سورتوں کے شروع میں آتے ہیں) سے شروع ہوئی ہیں' جو کٹے کٹے پڑھے جاتے ہیں ملا کر نہیں پڑھے جاتے اور ان کا مقطعات ہونا نقل ہی سے معلوم ہوتا ہے' لکھا ہوا دیکھ کر معلوم نہیں ہو سکتا' کیونکہ کتابت میں سب متصل (ملے ہوئے) ہیں۔ اس سے ان کا مقطع (جدا' جدا) سمجھنا دشوار ہے' دونوں (سورتیں) حروف مقطعات سے شروع ہوئی ہیں۔ ان دونوں آیتوں میں آیات کا قرآنیہ کہا گیا ہے۔

ایک جگہ کتاب کا لفظ مقدم ہے اور قرآن مؤخر اور دوسری جگہ لفظ قرآن مقدم کتاب مؤخر ہے۔ نیز ایک جگہ قرآن منکر ہے اور دوسری جگہ معروف اور کتاب بھی ایسے ہی ہے۔ ان آیتوں میں قرآن کے دو لقب مذکور ہیں ایک کتاب (بمعنی قابل کتابت) دوسرے قرآن (بمعنی قابل قرأت) اور دونوں جگہ مبین کی صفت وقید مذکور ہے۔ دراصل مجھے اس وقت ایک شبہ کا رفع کرنا (دور کرنا) مدنظر ہے' اور اسی لئے میں نے ان آیات کو اختیار کیا ہے اور حقیقت میں وہ شبہ نہیں بلکہ غلطی ہے' وہ شبہ یہ ہے کہ اس حالت میں قرآن کے پڑھنے سے کیا نفع' جب ہم اس کو سمجھتے ہی نہیں اور بعضے اس عنوان سے اس کو بیان کرتے ہیں کہ بچوں کو طوطے کی طرح قرآن کے رٹانے سے کیا فائدہ؟ جب وہ سمجھتے ہی نہیں۔ بات یہ ہے کہ قرآن کے پڑھنے میں جو فائدہ ہے اس سے یہ لوگ واقف نہیں' اگر فائدے سے واقف ہو جاتے تو اس کے لئے کوشش کرتے جو لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ جب سمجھتے ہی نہیں تو قرآن کے پڑھنے سے کیا فائدہ؟ یہ محض حظ نفس (نفسانی خواہش) کے بندے ہیں۔ اگر یہ شبہ عقلی ہوتا کہ جب معانی نہ سمجھے تو الفاظ سے کیا فائدہ تو بتلایئے اس قاعدہ عقلیہ سے کیا ثابت ہوتا ہے آیا یہ کہ الفاظ کو چھوڑ دو یا یہ کہ محض الفاظ پر اکتفا نہ کرو بلکہ معانی بھی حاصل کرو' ظاہر ہے کہ اس سے

الفاظ کے چھوڑنے پر دلالت نہیں، کیونکہ جب معانی کی ضرورت اس قاعدہ میں مسلّم ہے اور معانی الفاظ کے تابع ہیں اور ضروری کا موقوف علیہ ضروری ہوتا ہے تو اسے تو خود علم الفاظ کی ضرورت پر دلالت ہورہی ہے۔

اگر وہ یہ کہیں کہ ہاں ہم الفاظ کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو اس وقت حاصل کرنا چاہئے جبکہ معانی کی فہم (سمجھ) بھی ساتھ حاصل ہوسکے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ آپ کی یہ تاویل اس وقت چل سکتی تھی جبکہ ہم دیکھتے کہ تم اپنے بچوں کو بچپن میں تو قرآن نہ پڑھاتے کیونکہ اس وقت وہ سمجھیں گے نہیں، بلکہ بڑے ہوکر پڑھاتے کہ اس وقت سمجھیں گے، مگر تم بچپن میں پڑھاتے ہو اور نہ بڑے ہوکر، تو معلوم ہوا کہ تم اس قاعدہ سے علی الاطلاق خود عدم ضرورت الفاظ پر بھی استدلال کرنا چاہتے ہو اور یہ وہی بات ہے کہ دلیل سے ضد شے پر استدلال کیا گیا ہے، حالانکہ وہ عین شے کو بھی مثبت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ عقلیہ نہیں، اس کا منشاء محض نفس پرستی ہے، ان لوگوں نے اس قضیہ کو غرض نفس کا ایک بہانہ بنالیا ہے اور دل میں ان کے یہ ہے کہ نہ قرآن کے الفاظ کی ضرورت ہے نہ معانی کی۔ گو زبان سے معانی کی ضرورت ظاہر کرتے ہیں مگر ان کا عمل بتلاتا ہے کہ وہ کسی کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے، ورنہ کسی وقت تو قرآن کو معانی ہی کے ساتھ حاصل کرتے اور اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دلاتے، جب عمل یہ ہے تو اب زبان سے معانی کی اہمیت ظاہر کرنا مخلوق کو دھوکہ دینا ہے، مگر خدا کو کس طرح دھوکہ دے لوگے جو علیم بذات الصدور ہے، وہ تو تمہاری دل کی حالت کو خوب جانتا ہے کہ تم خود قرآن کی تعلیم ہی کو مطلقاً بے فائدہ سمجھتے ہو خواہ محض الفاظ ہوں یا معانی کے ساتھ ہوں۔

یہ لوگ زبان سے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ قرآن پڑھنے کو مطلقاً ہمارا جی نہیں چاہتا، ورنہ کفر کا فتویٰ لگ جائے گا۔ اس لئے یہ قاعدہ غرض نفس کے موافق گھڑ لیا کہ جب معانی نہیں سمجھتے تو الفاظ سے کیا نفع؟ اس کا جواب بس یہی ہے کہ بہت اچھا آپ اپنے بچوں کو معانی کے ساتھ ہی قرآن پڑھایئے اور ان کو ابتداء ہی سے عربی کی تعلیم صرف ونحو کی دیجئے، مگر اس سے تو اور بھی خون خشک ہوجائے گا، کیونکہ وہ تو الفاظ کو ٹال کر معانی سے بھی سبکدوش ہونا چاہتے ہیں، یہ کیسی الٹی پڑی صرف ونحو بھی گلے پڑ گئی مگر جو شخص الفاظ کو بدون معانی کے بے فائدہ کہے اور صرف معانی ہی کی ضرورت کا قائل ہو اس کو یقیناً ضروری کی تحصیل پر مجبور کیا جائے۔

ان میں سے بعضوں نے معانی حاصل کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ ترجمہ قرآن کا مطالعہ کرلیا، مگر یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص "خوان نعمت" سے کھانا پکانا سیکھے کیونکہ اس میں سب کھانوں کی ترکیب لکھ دی ہے، مگر اس سے آٹا گوندھنے کا طریقہ اور پانی کھپانے کی ترکیب اور آنچ کا اندازہ کیسے معلوم ہوگا؟ اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک صاحب نے ضاد کے بارے میں مجھ سے تحریراً سوال کیا تھا کہ ضاد کا مخرج کہاں سے ہے اور اس میں اور ظاء میں فرق کیوں کر ہوتا ہے؟ میں نے لکھ دیا کہ یہ بات خط سے معلوم نہیں ہوسکتی اس کو کسی ماہر تجوید سے زبانی سن کر سمجھ سکتے ہو، بعض باتیں ایسی ہیں جو مطالعہ سے حاصل نہیں ہوسکتیں بلکہ ان کے لئے استاد کی ضرورت ہے، کیونکہ بعض باتیں سینہ بہ سینہ ہوتی ہیں بلکہ ہر علم میں، پھر قرآن ہی اتنا سستا کیوں ہوگیا کہ اس کا مطلب بدون استاد کے سمجھ میں آجائے گا۔

آج کل تعزیرات ہند کا ترجمہ اردو میں ہوگیا ہے ذرا کوئی اس ترجمہ کو دیکھ کر مطلب صحیح تو بیان کردے، یقیناً بہت جگہ غلطی کرے گا اسی طرح کیمیا کی کتابیں اردو میں ترجمہ ہوگئی ہیں کوئی ان کو دیکھ کر کیمیا تو بنالے، کبھی نہیں بنا سکتا۔

پس معانی قرآن حاصل کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ ترجمہ دیکھ لیا جائے، ترجمہ قرآن اگر دیکھو تو صرف ونحو اور قدرے فقہ کے بعد دیکھو، اگر یہ نہ ہوسکے تو کم از کم اردو ترجمہ کسی عالم سے تو سبقاً سبقاً پڑھ لو، سو ایک جماعت تو یہ تھی اور ایک جماعت عوام کی ہے اور ان کا عقیدہ یہ تو نہیں کہ بدون معانی کے قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ، مگر اس کا اثر لئے ہوئے ہیں کہ قرآن کے پڑھنے میں کوشش نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں الٓر فرمایا ہے تو صرف مقطعات ہیں جن کے معنی ہم کو معلوم نہیں گو بقول بعض محققین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھے، لیکن امت کو نہیں بتلائے گئے، تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں: "تلک آیات الکتاب وقرآن مبین" (یہ آیات کتاب اور قرآن مبین کی ہیں) یہی ترجمہ دوسری آیت کا ہے صرف کتاب اور قرآن میں تقدیم وتاخیر کا فرق ہے، تو اس جگہ آیات کے دو لقب بیان کئے گئے ہیں ایک قرآن اور ایک کتاب۔ قرآن کے معنی ہیں: "مایقرأ" یعنی پڑھنے کی چیز اور کتاب کے معنی ہیں: "مایکتب" یعنی لکھنے کی چیز اور ظاہر ہے کہ پڑھنے اور لکھنے کی چیز کیا ہے الفاظ ہی تو ہیں، معانی کو کون پڑھ سکتا یا لکھ سکتا ہے۔ معانی قرأت وکتابت میں نہیں آسکتے ان کا محل صرف ذہن ہے، لوگ بے تار کی خبر پر تعجب کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے اس کو پہلے سے پیدا

کر رکھا ہے' کیونکہ الفاظ سے معنی کا سمجھنا بے تار کے ہی تو خبر ہے' کیونکہ معانی کا مرکز قلب ہے اور جہاں الفاظ کسی زبان سے نکلے معاً وہاں معانی سمجھے گئے۔ غرض ان آیتوں میں اشارہ کیا بلکہ صراحت ہے کہ قرآن کے ساتھ پڑھنے کا تعلق رکھو کیونکہ الفاظ قرآن کے معنی یہی ہیں اور ظاہر ہے کہ قرأت الفاظ ہی کی ہوتی ہے نہ کہ معانی کی' دوسری صفت اس جگہ کتاب ہے جس کے معنی لکھنے کی چیز ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کے ساتھ قرأت کے علاوہ ضبط وکتابت کا بھی تعلق رکھنا چاہئے' سو اب تک یہی بات ذہن میں تھی اور دوسری جو بات اسی وقت ذہن میں آئی یہ ہے کہ کتاب کا مصداق حقیقتاً نہ الفاظ ہیں اور نہ معانی' کیونکہ الفاظ تو زبان سے ادا ہوتے ہیں ان کا محل زبان ہے' لفظ کے معنی لغت میں پھینکنے کے ہیں چونکہ الفاظ زبان سے پھینکے جاتے ہیں یعنی نکالے جاتے ہیں' اس لئے ان کو الفاظ کہا جاتا ہے اور معانی کا محل صرف ذہن ہے وہ کتاب کا مصداق کسی طرح ہے ہے نہیں بلکہ اس کا مصداق دوسری چیز ہے یعنی نقوش مطلق نقوش نہیں بلکہ وضعی نقوش ہیں جیسا کہ الفاظ کی دلالت معانی پر وضعی ہے طبعی نہیں' کیونکہ غیر اہل زبان اس کو نہیں سمجھ سکتا' اسی طرح نقوش بھی وضعی ہیں اور ان کی دلالت بھی الفاظ پر وضعی ہے۔ اسی لئے پڑھے ہوئے آدمی ان کو سمجھتے ہیں' ان پڑھ نہیں سمجھ سکتے' جب یہ معلوم ہوگیا کہ کتاب کا حقیقی مصداق نقوش ہیں تو آپ تو الفاظ ہی کو غیر مقصود بتلاتے تھے اور قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ نقوش قرآن بھی قابل حفاظت اور مستحق تعظیم ہیں' کیونکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ کسی شخص کو اشرفیاں اور جواہرات دے کر اس سے کہے کہ اس کو حفاظت سے رکھو قفل اور تالا لگاؤ' اسی طرح جو لوگ معانی کی قدر کرتے ہیں وہ الفاظ اور نقوش کی بھی قدر کریں گے' کیونکہ یہ انہی کی حفاظت کا سامان ہے اور جو قدر نہیں کرتے وہ اس کو سر پڑی بلا سمجھیں گے' پس معلوم ہوا کہ جو نوتعلیم یافتہ الفاظ قرآن کے پڑھنے کو بے فائدہ سمجھتے ہیں وہ درحقیقت معانی قرآن کی قدر نہیں کرتے ورنہ اس کی حفاظت کے ہر سامان کی ان کو قدر ہوتی۔ الفاظ قرآن کو اس کی حفاظت میں بہت بڑا دخل ہے' کیونکہ الفاظ قرآن کا یہ معجزہ ہے کہ وہ نہایت سہولت سے حفظ ہوجاتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ یہ لکھے ہوئے مصاحف گم ہوجائیں تو ایک بچہ حافظ قرآن اپنی یاد سے اس کو دوبارہ لکھوا سکتا ہے۔

میں نہایت آزادی سے صاف صاف کہوں گا کہ جو لوگ بدون معانی سمجھے الفاظ قرآن کے پڑھنے کو بیکار کہتے ہیں واللہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے حافظ پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ محفوظ رہے' اور یہ لوگ دنیا سے حفظ قرآن کو مٹانا چاہتے ہیں' کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ حفظ قرآن بچپن ہی میں اچھا ہوتا ہے' بڑے ہوکر ویسا حفظ نہیں ہوتا' جیسا بچپن میں ہوتا ہے اور بچپن میں بچہ معانی قرآن سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا' تو اب اگر ان لوگوں کے مشورہ پر بچوں کو قرآن نہ پڑھایا جائے تو اس کا انجام یہی ہے کہ حفظ کا دروازہ بند ہوجائے' مگر:

''یہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ سے بجھادیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچادیں مانیں گے نہیں' گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔''

یہ خدا کے نور کو مٹانا چاہتے ہیں' بخدا یہ خود ہی مٹ جائیں گے اور خدا کا نور ان کے مٹانے سے ہرگز نہیں مٹے گا' یہ لوگ اپنے ایمان کی خیر منائیں' یہ ہیں کس ہوا پر؟

مگر اللہ تعالیٰ کا نور کیسے مٹ سکتا ہے؟ پس یہ خدا کی حفاظت ہے کہ قرآن کے اس قدر حفاظ ہر زمانے میں ہوتے رہتے ہیں کہ ان کا شمار و احصار دشوار ہے' بعض لوگ یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ خدا جب خود قرآن کا حافظ ونگہبان ہے تو ہمیں اس کے اہتمام کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بات ایسے دل سے نکلی ہے جس میں خدا سے ذرا بھی علاقہ اور لگاؤ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں میں قرآن دے دیا ہے تو کیا عطیہ حق کی ہمیں قدر نہ کرنا چاہئے؟ کیا ہم کو اس کی حفاظت خود بھی نہ کرنا چاہئے؟ جب قرآن اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں میں دے دیا ہے تو اب تو یہ آپ کا ہوگیا' تو کیا اپنی ایسی قیمتی چیز کی جو سلطان السلاطین کے دربار سے ملی ہے آپ کو حفاظت نہ کرنا چاہئے؟ یقیناً کرنا چاہئے' خصوصاً جبکہ خدا کی مرضی اس کی حفاظت میں ہے اور وہ اس کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو بھی مرضی حق پر چلنا چاہئے۔

واللہ خدا سے ہم کو تعلق بہت کم ہے لوگوں نے صرف وظیفوں اور مقدموں کے لئے خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھا ہے' یوں کہئے کہ صرف روٹی کے لئے خدا سے واسطہ رکھا جاتا ہے اور جب روٹی مل گئی تو اب خدا کی کیا ضرورت ہے اور قرآن کی کیا ضرورت ہے' اسی وقت یہ مستیاں سوجھتی ہیں کہ بدون سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا نفع اور جب خدا خود قرآن کا حافظ ہے تو ہمیں اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے۔ اگر خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا تو یہ

باتیں نہ ہوتیں' کسی حسین سے کسی کو محبت ہو جاتی ہے تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اپنا جان و مال سب اس پر قربان کر دیتے ہیں اور اس کی کسی بات سے ناگواری نہیں ہوتی۔

محبت کا سبب کمال' جمال' نوال ہے اور یہ باتیں حق تعالیٰ شانہ کے اندر کامل طور پر موجود ہیں' ان سے بھی اگر محبت نہ ہو تو پھر کس سے ہوگی' خبر بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کون ہیں تمام حسن و جمال کے مبداء و ملتجاء ہیں تو جب خدا تعالیٰ ایسے محبوب ہیں تو ہم کو ان کی مرضی کی رعایت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ قرآن محفوظ رہے تو آپ کو اس کی طرف جھکنا چاہئے اور اس کے الفاظ کا پورا اہتمام کرنا چاہئے' کیونکہ الفاظ اور معانی دونوں قابل اہتمام ہیں' مگر الفاظ میں اتنی بات زیادہ ہے کہ معانی کی حفاظت الفاظ کی حفاظت پر موقوف ہے کیونکہ معانی کا ضبط بدون الفاظ کے نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے سب سے پہلے معانی قرآن کا نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ہوا ہے مگر وہاں بھی بواسطہ الفاظ ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ کا اس قدر اہتمام تھا کہ جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے' حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حافظہ بہت قوی تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کا تو کیا پوچھنا آج کل سے تو اس زمانہ کے سب ہی لوگ قوی تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا حافظہ بھی ہم لوگوں سے زیادہ قوی تھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سب ہی سے زیادہ حافظہ قوی تھا۔ باایں ہمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ قرآن کا اس درجہ اہتمام تھا کہ فرشتہ کے ساتھ قرآن کو پڑھتے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان محبوب الفاظ کے نکلنے کا اندیشہ تھا کہ کہیں کوئی لفظ میری یاد سے نکل نہ جائے۔ اس لئے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے' اس سے اندازہ کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ قرآن سے کس درجہ عشق تھا۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ کے منع کرنے کی نوبت آئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ساتھ ساتھ پڑھنے کی مشقت نہ برداشت کیا کریں۔"لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ" ہم ذمہ لیتے ہیں کہ قرآن کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل پر جمادیں گے۔ اس تسلی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الفاظ قرآن کا اس درجہ اہتمام تھا تو ہم کو بھی ان کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ بدون الفاظ کے معانی کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ لہذا معانی کی نگہبانی یہی ہے کہ الفاظ کو یاد کیا جائے۔ حضرات سلف صالحین نے قرآن کے نقوش اور رسم خط کی بھی یہاں تک حفاظت کی ہے کہ رسم خط قرآن کے مستقل رسائل تصنیف کئے اور اس کو ایک علیحدہ فن قرار دیا اور اس میں تغیر و تبدل کو ناجائز قرار فرمایا ہے۔

آج کل تو یادگار قدیم کی اس قدر حفاظت کی جاتی ہے کہ اس کے تغیر کے بعد بھی اس کا فوٹو لیا جاتا ہے' تو خدانخواستہ اگر رسم خط قدیم متغیر بھی ہوتا جب بھی یادگار قدیم ہونے کی وجہ سے اس کی حفاظت ضروری تھی۔ چہ جائیکہ وہ بالکل محفوظ صحیح ہے بلکہ اس میں نکات ہیں چنانچہ ایک جگہ بقادر میں الف نہیں لکھا گیا کیونکہ وہاں دوسری قرأت بقدر ہے' تو صحابہ کرامؓ نے اس جگہ بقادر میں الف نہیں لکھا تاکہ دوسری قرأت پر بھی رسم خط دال رہے' اسی طرح سورۂ فاتحہ میں مالک یوم الدین میں الف نہیں لکھا' کیونکہ ایک قرأت میں ملک ہے پس رسم خط قرآن میں اس کا بے حد لحاظ کیا گیا ہے کہ سب قرأتوں کا جامع رہے۔ اس لئے اس کا بدلنا حرام ہے جب قرآن کی ہر چیز کی حفاظت کی گئی ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے بڑا فخر ہے کہ ان کے برابر کسی قوم اور کسی امت نے آسمانی کتاب کی حفاظت نہیں کی تو آپ کو بھی اس کی ہر چیز کی ویسی ہی حفاظت کرنا چاہئے جیسا کہ اب تک امت نے کی ہے۔

خدا کا احسان ہے اور انعام ہے کہ اس نے یہ خدمت ہم سے لے لی' اگر تم یہ کام نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم سے یہ کام لے لیں گے' چاہے چھوڑ کر دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ کو تو ہمارے پیدا کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی یہ بھی ان کا انعام محض ہے کہ ہم کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور پیدا کرنے سے پہلے ملائکہ سے فرمایا:"انی جاعل فی الارض خلیفۃ" (میں زمین کے اندر اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں) کس قدر عنایت ہے ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ہم کو خلیفۃ اللہ کا خطاب دیا تو کیا خلافت کا حق یہی ہے جو ہم ادا کر رہے ہیں کہ زبان پر یہ بات آرہی ہے کہ خدا قرآن کا خود نگہبان ہے ہم کو کیا ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کی عنایت تو دیکھئے کہ ہم کو ایسی حالت میں خلیفہ بنایا کہ دوسرے لوگ اس منصب کے طالب موجود تھے' ملائکہ نے اسی وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے:"انی جاعل فی الارض خلیفۃ" فرمایا' یہ عرض کیا تھا کہ ہمارے ہوتے ہوئے انسان کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن میں ملائکہ کا یہ سوال اور اس کا جواب مفصل مذکور ہے۔ میں اس وقت اس کی تفصیل بیان کرنا نہیں چاہتا صرف یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ حق تعالیٰ کو ہماری ضرورت نہ تھی بلکہ جس کام کے لئے

ہم کو پیدا کیا گیا ہے اس کو انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق اپنی خدمات پیش کرنے والی موجود تھی' مگر اللہ تعالیٰ کا یہ ہمارے حال پر عنایت کرم ہے کہ دوسری جماعت کے ہوتے ہوئے بھی ہم کو منصب خلافت عطا کیا اور ہم کو اس خدمت کے لئے پیدا فرمایا۔ اسی طرح خدمت قرآن کے لئے بھی خدا تعالیٰ کو ہماری کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ اگر ہم خدمت دین میں کوتاہی کریں گے تو دوسری قوم کو اس خدمت کے لئے پیدا کریں گے۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس خیال کا بھی صاف صاف جواب دیا ہے:

"اگر دین سے اعراض کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے عوض تمہاری جگہ دوسری قوم کو کر دے گا' پھر وہ تمہاری طرح (ست و کاہل دین سے جان چرانے والے) نہ ہوں گے۔" (سورۂ محمد:۳۸)

اللہ تعالیٰ اس دین کی خدمت اور قرآن کی حفاظت کے لئے ایسی قومیں پیدا کریں گے جو تمہاری جیسی نہ ہوں گی۔ صاحبو! میں آپ کو خبردار و بیدار کرنا چاہتا ہوں کہ جلد سنبھلو' کہیں اس وعید کا ظہور نہ ہو جائے' کیونکہ مجھے اس کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت میں ایک خوفناک منظر یہ دیکھ رہا ہوں کہ مسلمانوں کی تحریریں تو کفر آمیز شائع ہوتی ہیں اور اہل یورپ کی تحریریں اسلام کی مدح میں شائع ہو رہی ہیں' گویا بعضے مسلمان تو کفر کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بعض کفار اسلام کی طرف تو اس حالت کو دیکھ کر مجھ کو سخت اندیشہ ہوتا ہے کہ جب دونوں جماعتیں سرحد پر پہنچ چکی ہوں گی تو ایسا نہ ہو کہ وہ تو کفر سے نکل کر مسلمان ہو جائیں اور یہ اسلام سے نکل کر کافر ہو جائیں' دوسری قوموں کو اسلام کی مدح و ثنا کی طرف مائل کر کے حق تعالیٰ ہم کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ یہ مت سمجھنا کہ خدا کو یا اسلام کو تمہاری ضرورت ہے بلکہ تم ہی کو اسلام کی ضرورت ہے:

"وان تتولوا یستبدل قوماً غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم۔"

ترجمہ: "اگر تم اعراض کرو گے تو ہم تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دیں گے پھر وہ تم جیسی نہ ہوگی۔"

اگر تم اعراض کرو گے تو ہم تمہاری جگہ دوسری قوم کو کر دیں گے جو اس وقت باوجود کفر کے اسلام کی مدح کر رہی ہے اور تم ان کی جگہ ہو جاؤ گے کہ باوجود اسلام کے اسلام کی توہین کرتے ہو' اور اگر تم اعراض نہ کرو بلکہ بدستور اسلام کی خدمت انجام دیتے رہو اس صورت میں تم بھی مسلمان رہو گے اور شاید دوسری قومیں بھی مسلمان ہو جائیں اور اسلام کی خدمت یا قرآن کی حفاظت جو کچھ آپ کرتے ہیں یہ محض برائے نام ہے' جس سے صرف آپ کا نام ہو جاتا ہے ورنہ اب بھی قرآن کے محافظ دراصل حق تعالیٰ ہی ہیں۔ تم اپنے حفظ پر کیا ناز کرتے ہو' ذرا کافیہ یا اور کوئی نظم اور نثر کی کتاب تو حفظ کر لو آپ کو اسی وقت اپنے حفظ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ یہ خدا تعالیٰ ہی کی تو حفاظت ہے کہ قرآن جیسی ضخیم کتاب کا حفظ کرنا ایسا آسان کر دیا کہ بچے تک حفظ کر لیتے ہیں' حالانکہ قرآن میں متشابہات بھی کثرت سے ہیں۔ اس بات پر نظر کر کے یہی کہنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا محض نام کرنا مقصود ہے کہ وہ ہم کو حافظان قرآن کی فہرست میں داخل کر کے انعام دینا چاہتے ہیں ورنہ اصل حافظ اور محافظ وہی ہیں۔

☆☆..........☆☆

بقیہ صحبتے با اولیاء

سلطان المشائخ کی پابوسی سے محروم کر دیا۔

امیر خسرو نے جواباً عرض کیا کہ بادشاہ کے رنجیدہ کرنے سے تو بس جان کا خوف ہے لیکن شیخ کو ناراض کرنے سے سلب ایمان کا خطرہ ہے۔

علم دین:

ایک دفعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک مقام پر تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو تقریر کے لئے کرسی پیش کی گئی۔ آپ کرسی پر بیٹھ گئے تو دیکھا کہ بہت سے اکابر علماء نیچے بیٹھے تھے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ ترازو کا ہلکا پلہ ہمیشہ اوپر اور بھاری نیچے ہوتا ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میرے والد صاحب وکیل تھے۔ انہوں نے مجھے علم دین پڑھایا لیکن میرے چاروں بھائیوں کو انگریزی تعلیم دلوائی۔

ایک دن والد صاحب نے ایک انجمن کے جلسے میں بحیثیت صدر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ایک لڑکے کو عالم بنایا' ایک لڑکے کو وکیل بنایا' اب آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لڑکوں کو کیا پڑھانا چاہئے؟ جب میں کورٹ سے گھر آتا ہوں اور پانی مانگتا ہوں تو وکیل بیٹا ملازم کو آواز دیتا ہے کہ ابا کو پانی پلاؤ اور عالم بیٹا خود پانی لاتا ہے اور فوراً ہمارے جوتے کا فیتہ کھول کر جوتے اتارتا ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ کیا پڑھانا چاہئے؟

اخلاص

صرف وہی عمل قابل قبول ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو:

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے حق میں سب سے خطرناک بات جس کا مجھے اندیشہ ہے شرک اصغر ہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے نبی! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ریا۔ (رواہ احمد)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتے وقت فرمائیں گے کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ' جن کو دنیا میں تم یہ اعمال دکھانا چاہتے تھے۔ ذرا دیکھو تو سہی کیا ان کے پاس کوئی بھلائی اور خیر تمہیں مل سکے گی؟ فقیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات انہیں اس لئے کہی جائے گی کہ دنیا میں ان کا عمل دھوکہ کی بنیاد پر تھا تو آخرت میں اسی بنیاد پر ان سے معاملہ ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک منافق اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کا معاملہ کرتے ہیں اور وہ بھی ان سے بھی معاملہ کرنے والا ہے۔" (پارہ:۵)

یعنی ان کے دھوکے کا بدلہ انہیں دے گا اور ان کے اعمال کا ثواب ختم کردے گا اور ارشاد ہوگا کہ انہیں لوگوں کے پاس جاؤ' جن کے لئے یہ اعمال کئے تھے' میرے پاس ان کا کوئی ثواب نہیں۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہ تھے جب غیر کا حصہ اس میں پڑ گیا تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہوجاتے ہیں۔ الغرض بندے کو اسی عمل کا ثواب ملتا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔

غیر اللہ کے لئے کئے ہوئے عمل سے سوائے محنت اور تکان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ داروں کو اپنے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا اور بہت سے شب بیداروں کو اپنے قیام وعبادت سے جاگنے اور تھکنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی

یعنی جب نماز' روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ تھا تو اس کا ثواب بھی نہ ہوا' جیسا کہ کسی حکیم کا قول ہے کہ ریاکاری اور شہرت کے لئے عمل کرنے والے کی مثال ایسی ہے' جیسے کوئی شخص کنکریوں سے بھری ہوئی تھیلی لے کر بازار سے گزر رہا ہو' لوگ دیکھ دیکھ کر کہتے ہوں کہ بھئی اس کی تھیلی تو خوب بھری ہوئی ہے' مگر اس کو لوگوں کی اس گفتگو کے سوا کیا فائدہ ملا' اگر وہ اس سے کچھ خریدنا چاہے تو کچھ بھی نہیں مل سکے گا' ایسے ہی ریا و شہرت کے لئے عمل کرنے والے کو لوگوں کی واہ واہ کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوگا اور آخرت میں کوئی ثواب نہ ملے گا' جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔" (سورۂ کہف)

بغیر روح کے عمل نفع نہیں دیتا:

ایک حکیم کا قول ہے کہ جو شخص سات عمل سات چیزوں کے بغیر کرتا ہے' وہ اپنے عمل سے نفع نہیں پاتا: پہلا یہ کہ خوف پر عمل کرتا ہے مگر بچتا نہیں' یعنی یوں تو کہتا ہے کہ میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں' مگر گناہوں سے نہیں بچتا تو اس کا یہ کہنا کسی کام کا نہیں' دوسرا یہ کہ طلب کے بغیر رجاء کا عمل کرے یعنی یہ تو کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں مگر اسے اعمال صالحہ کے ذریعہ طلب اور حاصل نہیں کرتا تو اس کا یہ کہنا بھی فائدہ نہ دے گا' تیسرا وہ جو بلا قصد نیک اعمال کرنے کی نیت کرے مگر عملی طور پر انہیں اختیار کرنے کا ارادہ ہی نہ کرے تو یہ نیت بھی اسے کچھ فائدہ نہ دے گی' چوتھا وہ جو عملی کوشش کے بغیر دعا کرتا ہو' یعنی یہ دعا تو کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیکی کی توفیق بخشیں مگر عملی طور پر محنت اور کوشش نہ کرے تو یہ دعا بھی اسے کچھ نفع نہ دے گی' اسے چاہئے کہ کچھ عملی محنت کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے توفیق عنایت فرمائیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جو لوگ ہماری راہ (اطاعت) میں محنت کرتے اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں' ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے یعنی توفیق عطا فرمائیں گے' بے شک اللہ تعالیٰ اپنے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔" (پارہ:۲۱)

پانچواں کام وہ استغفار ہے جو بلا ندامت کیا جائے یعنی استغفر اللہ تو کہتا رہے مگر اپنے گناہوں پر نادم نہ ہو تو ایسا استغفار بھی اسے کچھ کام نہ دے گا' چھٹا کام یہ کہ باطن سے بے پرواہ ہو کر ظاہر ہی میں لگا

باقی صفحہ 15 پر

تعلیمات نبوّت اور فلسفہ مادیت

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

آسمانی مذاہب' نبوت کی تعلیمات یا نبوت کا مدرسۂ فکر (اگر یہ تعبیر غلط نہ ہو) مادی فلسفوں اور اس مادہ پرستانہ طرز فکر سے کلیتاً مختلف اور متصادم ہے' جس کا اصرار ہے کہ یہی زندگی سب کچھ ہے اور جس کی عظمت و تقدیس فکر و اہتمام' انہماک و محویت اور اس کی زیادہ سے زیادہ پُرراحت اور پُرکشش بنانا' اس کا سب سے بڑا اور محبوب مقصد ہے۔

وہ نقطۂ نظر یا نفسیات جو قرآن دنیاوی زندگی کے بارے میں پیدا کرنا چاہتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اقوال پوری طرح نمایاں اور جلوہ ریز ہے۔ آپؐ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے:

''اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ۔'' (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔''

آپؐ کی یہ دعا تھی:

''اللھم اجعل رزق آل محمد قوتاً و فی روایۃ کفافاً۔'' (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''اے اللہ! آل محمد کا رزق ضرورت بھر رکھ' ایک روایت میں ہے کہ بس اتنا کہ کفایت کر جائے۔''

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''واللہ ما الدنیا فی الآخرۃ الا مثل مایجعل احدکم اصبعہ فی الیم فلینظر بم یرجع۔'' (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''خدا کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلہ میں اتنی ہی ہے' جیسے تم میں سے کوئی سمندر میں اپنی انگلی ڈالے' پھر دیکھے کہ کتنا پانی اس میں آتا ہے۔''

آپؐ کی پاک زندگی اسی عقیدہ اور نفسیات کا شفاف آئینہ یا عکس تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما تھے اور چٹائی کا اثر آپؐ کے جسم مبارک پر ظاہر تھا' ابن مسعودؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ حکم فرماتے تو کوئی چیز اس پر بچھا دی جاتی' اس پر آپؐ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا کام! میری اور دنیا کی مثال تو بس اس سوار کی ہے جو کسی درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر کے لئے دم لے لے پھر اس کو چھوڑ کر اپنی راہ لے۔ (احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حدیث ایلاء میں فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا' آپؐ ایک بنی ہوئی چٹائی پر آرام فرما تھے' آپؐ کے اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا نہ تھا' چٹائی کے نشیب و فراز اور چٹائی کا اثر آپؐ کے پہلو میں ظاہر تھا' آپؐ چمڑے کے ایک تکیہ پر جس میں بھس بھرا ہوا تھا' ٹیک لگائے تھے' میں نے آپ کو سلام کیا (کچھ تفصیل کے بعد آگے کہتے ہیں) میں نے گھر پر ایک نظر ڈالی خدا کی قسم! اس میں کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ نگاہ کو متوجہ کرتی' سوائے چمڑے کے تین ٹکڑوں کے' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے' ایرانیوں اور رومیوں کو تو خوب دنیا کی نعمتیں حاصل ہیں' حالانکہ وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ابن خطابؓ! تم بھی ایسا سوچتے ہو؟ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی نعمتوں کا سارا حساب اسی دنیا میں چکا لیا ہے۔'' (صحیح بخاری)

مدرسۂ نبوت کے طالب علم اور ان کا کردار:

جو شخص اس مدرسۂ نبوت میں تربیت پاتا تھا' وہ اس رنگ میں رنگ جاتا تھا اور آخرت کی فکر ہر وقت اس کے ذہن و دماغ پر چھائی رہتی تھی' بلکہ اس

کے جان ودل میں پیوست اور خون کے اندر شامل ہو جاتی تھی‘ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ آخرت سے کسی بھی وقت غافل نہ ہوتا تھا‘ اور اس کے بدلہ میں کوئی اور چیز لینے پر تیار نہ تھا۔ مدرسۂ نبوت کے ان تلامذہ اور فضلاء کی اسپرٹ اور روح کو سمجھنے کے لئے جو ان کے قلب ودماغ پر حاوی اور رگوں میں خون کی طرح جاری وساری تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اوصاف وکیفیات کا مطالعہ کافی ہے‘ یہ اس انسانی نمونہ اور طرز کی بولتی ہوئی تصویر ہے جو مدرسۂ نبوت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفقت اور آغوش رحمت میں پرورش پائی تھی۔

ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے حضرت ضرار بن ضمرہؓ سے یہ فرمائش کی کہ علیؓ کا کچھ حال بیان کرو‘ انہوں نے کہا کیا مجھے اس سے معاف رکھا جاسکتا ہے‘ انہوں نے کہا نہیں ان کے کچھ اوصاف بیان کرو‘ انہوں نے کہا کہ کیا آپ مجھے معاف رکھیں گے‘ کہنے لگے نہیں‘ اس سے معافی نہیں ہے‘ انہوں نے کہا: اچھا تو سنئے! خدا کی قسم وہ بہت بلند نگاہ اور قوی وتوانا‘ صاف اور واضح بات کہتے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے‘ علم ان کے ہر پہلو سے چشمہ کی طرح ابلتا اور حکمت ان کے بن بن مو سے گویا تھی‘ دنیا اور اس کی زینت سے متوحش اور رات کے اندھیرے سے مانوس‘ بخدا وہ بہت رونے والے اور بہت فکرمند تھے‘ اپنی ہتھیلی پلٹتے اور اپنے نفس کو خطاب کرتے‘ لباس ان کو وہ پسند تھا‘ جو موٹا ہو‘ کھانا وہ مرغوب تھا جو بہت معمولی اور روکھا پھیکا ہو‘ ہمارے درمیان اس طرح رہتے‘ جیسے ہم میں سے ایک ہوں‘ ہم سوال کرتے تو فوراً جواب دیتے‘ ہم آتے تو سلام میں سبقت کرتے اور بڑھ کر استقبال کرتے‘ ہم بلاتے تو فوراً آجاتے لیکن ہم ان کو اس دلداری اور ان سے اس قرب وتعلق کے باوجود رعب کی وجہ سے ان سے ٹھیک سے بات بھی نہ کر سکتے تھے‘ ان کی عظمت کی وجہ سے ان پر سبقت نہ لے سکتے تھے‘ مسکراتے تو معلوم ہوتا کہ موتیوں کی کوئی آبدار لڑی ہے‘ اہل دین اور مساکین کی عزت کرتے‘ کسی طاقتور کو ان سے غلط فیصلہ کی توقع نہ تھی اور کوئی کمزور ان کے انصاف سے مایوس نہ تھا‘ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کو بعض خاص اوقات میں اس طرح دیکھا ہے کہ رات اپنے سیاہ پردے ڈال چکی تھی اور ستارے بھی ڈھل چکے تھے وہ اپنے مصلی پر کھڑے تھے‘ اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی پکڑتے اور اس طرح تڑپتے اور بے چین ہوتے جیسے سانپ نے ان کو ڈس لیا ہو‘ ایک غمزدہ انسان کی طرح روتے‘ اس وقت بھی میرے کانوں میں ان کے یہ الفاظ گونج رہے ہیں:

”اے دنیا! کیا تو میرا راستہ روکنا چاہتی ہے؟ یا مجھے لبھانا چاہتی ہے‘ افسوس صد افسوس‘ یہ دھوکہ کسی اور کو دینا‘ میں نے تجھ کو تین طلاقیں دی ہیں‘ جس کے بعد رجعت کا کوئی سوال نہیں‘ تیری عمر بہت مختصر‘ زندگی بہت حقیر اور تیرا خطرہ بہت بڑا ہے‘ آہ! زاد سفر کتنا کم ہے‘ سفر کتنا طویل ہے‘ راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔“ (صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی)

اب آپ کے سامنے ایک دوسری مثال پیش کی جاتی ہے‘ یہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہے‘ جو ایک مشہور اسلامی شہر میں دیا گیا ہے۔

خالد بن عمیر العدوی سے روایت ہے کہ عتبہ بن غزوان نے (جو بصرہ کے امیر تھے) ہمیں خطبہ دیا‘ حمد وثنا کے بعد انہوں نے کہا کہ: ”بے شک دنیا اپنے خاتمے کے قریب ہے‘ اور بہت تیزی کے ساتھ جگہ چھوڑتی جارہی ہے اور اس کے جام میں اب صرف چند گھونٹ یا قطرے باقی رہ گئے ہیں اور تم یہاں سے ایک ایسے گھر منتقل ہونے والے ہو جس کو کوئی زوال نہیں‘ پس کچھ خیر لے کر یہاں سے واپس جاؤ‘ اس لئے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک پتھر جہنم کے کنارہ سے پھینکا جائے‘ تو ستر برس تک اس میں گرتا رہے گا‘ اور تہہ تک نہ پہنچ پائے گا اور خدا کی قسم وہ بھری جائے گی‘ کیا تم کو اس میں تعجب ہے؟ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کے دونوں چوکھٹ کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ آدمیوں سے کھچا کھچ بھری ہوگی‘ اور بے شک سات سات دن ہم پر اس حالت میں گزر جاتے تھے کہ درخت کے پتوں پر ہمارا گزر رہتا‘ جس کو کھاتے کھاتے منہ کے کنارے چھل جاتے‘ مجھے ایک چادر ملی تو میں نے اس کے دو ٹکڑے کئے‘ ایک سعید بن مالک کو دیا‘ ایک میں نے اوڑھ لیا‘ آج ہم میں سے ہر ایک آدمی کسی بڑے شہر کا امیر ووالی ہے‘ اور میں خدا سے اس کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی نظر میں بڑا ہوں اور خدا کے نزدیک چھوٹا ہوں۔ (صحیح مسلم)

جدید ذہنیت اور عقیدۂ آخرت کی کمزور ترجمانی:

جو ذہنیتیں اور جو تحریکیں ایمان سے پوری طرح سیراب نہیں اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درس گاہ کی تربیت و رہنمائی براہ راست حاصل نہیں وہ اس فکر وعقیدہ یا اس کے ذوق ورجحان کو پوری طرح ہضم کرنے کے قابل نہیں ہوتیں اور اس سے ان کو زیادہ دلچسپی معلوم نہیں ہوتی‘ وہ برابر اس کے بارے میں کشمکش میں رہتی ہیں یا اس کے تذکرہ میں ان کے اندر وہ گرم

جوش نہیں پائی جاتی جو مزاج نبوت سے مناسبت رکھنے والوں میں پائی جانی چاہئے' وہ اس سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہیں یا اس کی یہ تاویل کرتی ہیں کہ اس طرح کی باتیں ایک خاص زمانہ اور ماحول کے لئے تھیں اور ان کے کچھ خاص اسباب تھے' لیکن یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ قرآن مجید اور سیرت نبویؐ اس روح سے لبریز اور معمور ہے اور یہی وہ صحیح اسلامی مزاج یا اسلامی نفسیات ہے جو صرف مدرسۂ نبوت میں پیدا ہوتی ہے' چنانچہ جب بھی قرآن مجید اور سیرت نبوی کو کسی ماحول میں اپنا کام کرنے کا اور کسی ایسی نسل کی تیاری کا موقع ملتا ہے جو بیرونی اثرات سے محفوظ رہی ہو اور جس کی نشوونما خالص اسلام میں ہوئی ہو تو اس کا خمیر' مزاج' ذہنیت یا نفسیات یہی ہوتی ہے' دنیا کی آرائش اور ضرورت سے زائد چیزوں سے پرہیز' قناعت' آخرت کی فکر اور ان کاموں سے دلچسپی جو اخروی زندگی میں نفع دے سکیں' خدا کے سامنے حاضری کا شوق جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' اس کو دنیا پر ترجیح دینا' ایمان پر خاتمہ اور خدا کی راہ میں موت کا استقبال' یہ اہل ایمان کی وہ جماعت اور وہ انسانی نمونہ ہے' جس کی زبانوں پر اب بھی کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور سابقین اولین کا یہ جملہ بے ساختہ آجاتا ہے:

''غداً الاقی الاحبه محمداً وحزبه۔''

ترجمہ: ''کل دوستوں اور محبوب سے ملاقات ہوگی' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے۔''

☆☆............☆☆

بقیہ اخلاص

رہے' یعنی اعمال کے ظاہر کی اصلاح کرتا رہے' مگر ان کے باطنی آداب وشرائط کو پورا نہ کرے تو یہ نرا ظاہر بھی کسی کام نہ آئے گا۔ ساتواں یہ کہ عمل تو پوری محنت اور کوشش سے کرے مگر اخلاص کے بغیر یعنی اس سے مقصود اللہ کی رضا نہ ہو تو یہ طاعت اور نیکی بھی کسی کام کی نہیں' محض نفسانی دھوکہ ہے۔

دین کے عوض دنیا کمانے والوں کو اللہ تعالیٰ فتنہ میں مبتلا کردیتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جو حصول دنیا کے لئے گھوڑ دوڑ کی طرح نمودار ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دنیا کو دین کے عوض کمائیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ دنیا کے مال میں چھینا جھپٹی کریں گے بھیڑ کی کھال جیسا نرم وملائم لباس پہنیں گے' ان کی زبانیں شکر سے میٹھی اور دل بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تمہیں میرے بارے میں دھوکہ ہوا ہے یا جرأت دکھاتے ہو؟ مجھے اپنی ذات کی قسم ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ بڑے بڑے حکیم ودانا حیران رہ جائیں گے۔ (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ عمل کرنے والے کے باطن کو دیکھتے ہیں:

امام ابن مبارکؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندہ کے عمل کو لے کر چڑھتے ہیں' اس کو بہت بڑھاتے چڑھاتے اور اس کی تحسین و توصیف کرتے ہیں' بارگاہ خداوندی میں جہاں تک اسے منظور ہے لے کر پہنچتے ہیں تو باری تعالیٰ فرشتوں سے بذریعہ وحی ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میرے بندہ کے عمل کے محافظ ہو اور میری نگاہ اس کے باطن قلب پر ہے' میرے اس بندے نے اپنا عمل میرے لئے خالص نہیں کیا لہٰذا اس کو سجین میں لکھ دو اور ایک بندے کے عمل کو لے کر جاتے ہیں' جسے وہ ہیچ اور حقیر جانتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتے ہیں کہ تم میرے بندے کے عمل کے نگران ہو اور میں اس کی دلی نیت سے واقف ہوں' میرے اس بندہ نے اپنا عمل خالص میرے لئے کیا ہے' اس لئے اسے علیین میں لکھو۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ چھوٹا سا عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اس بڑے عمل سے بہتر ہے جو غیر اللہ کے لئے کیا گیا ہو' کیونکہ تھوڑا سا عمل جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے بڑھاتے جائیں گے جیسا کہ ارشاد پاک ہے:

''اگر ایک نیکی ہوگی تو اس کو کئی گنا کردیں گے اور اپنے پاس سے اجر عظیم دیں گے۔''

اور بڑا عمل جو رضائے الٰہی کے لئے نہیں تو اس کا کوئی ثواب نہیں بلکہ اس کا انجام جہنم ہوگا۔

مخلص اور اس کے اوصاف:

کسی دانا سے پوچھا گیا کہ مخلص کون ہوتا ہے؟ فرمایا: مخلص وہ ہے جو اپنی بھلائیوں کو یوں چھپاتا ہے جیسے اپنی برائیوں کو اور ایک دانا سے سوال کیا گیا کہ اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تجھے لوگوں سے اپنی تعریف پسند نہ ہو۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کسی شخص کے متعلق کیسے معلوم ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور خاص لوگوں میں سے ہے؟ فرمایا: چار باتوں سے: (۱) راحت وآرام کی پرواہ نہ کرے' (۲) تھوڑا بہت جو کچھ ہو دیدیتا ہو' (۳) مرتبہ کی پستی کو پسند کرتا ہو' (۴) تعریف اور مذمت اس کو یکساں دکھائی دیتی ہو۔ ☆☆

ملفوظات مسیح الامت رح

۱: تمام ترقیاں اس پر موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے۔

۲: دولت وصول میسر ہوتی ہے علم شریعت اور اتباع سنت سے۔

۳: آمدنی غیر اختیاری ہے۔

۴: شریعت علم است طریقت علم است۔

۵: طریقت نام ہے شریعت کے مسائل پر عمل کرنے کا۔

۶: اصلاح نفس فرض ہے۔

۷: رضا مرتب ہوتی ہے اتباع شریعت سے۔

۸: مقصود طریق منزل مراد رضائے الٰہی ہے۔

۹: بیعت سنت ہے۔

۱۰: رذائل کی اصلاح کے لئے کسی مصلح سے تعلق واجب ہے۔

۱۱: اپنا احتساب لیتے رہنا۔

۱۲: مراقبہ موت کو لازم رکھنا۔

۱۳: اپنے کو کچھ نہ سمجھنا سلوک کا پہلا قدم ہے۔

۱۴: بیعت وعدہ مسنونہ ہے۔

۱۵: اطلاع واتباع میں کامیابی ہے۔

۱۶: کمال استاد کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

۱۷: کامل کی صحبت کے بغیر کوئی کامل نہیں بن سکتا۔

۱۸: مربی کی تجویز و تشخیص میں دخل نہ دے۔

۱۹: نیک صحبت نیک بناتی ہے۔

۲۰: نفع کے لئے مناسبت شرط ہے۔

۲۱: اولیاء کے قلوب خدا کے نور سے روشن ہیں۔

۲۲: شیخ کی دعا باذن حق ہوتی ہے۔

۲۳: شیخ کی دعا فضل الٰہی کی علامت ہے۔

۲۴: مرشد کے کلام کو رد نہ کرے۔

۲۵: اعتقاد رکھے شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

۲۶: سکوت کا ثمرہ نجات ہے۔

۲۷: مجاہدہ کی حقیقت نفس کی مخالفت۔

تالیف: مولانا محمد فاروق رحمہ اللہ

۲۹: مجاہدہ کی مشق قائم رکھے۔

۳۰: مجاہدہ کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔

۳۱: پورا کھائے پورا سوئے کم ملے کم بولے۔

۳۲: پہلے تول پھر بول۔

۳۳: ہمیشہ خیال رکھے میرا اللہ مجھ سے راضی، حبیب خدا مجھ سے راضی اور میرا شیخ مجھ سے راضی کبھی تنزل نہ ہوگا۔

۳۴: زندگی گزارنے کے دو اصول صبر و شکر۔

۳۵: نقصان سے بچنے کے دو گر استغفار و استعاذہ۔

۳۶: ہزاروں اہل بصیرت کا تجربہ ہے تعلقات دوستیاں بڑھ جانے میں نقصان ہے۔

۳۷: گپیوں شاعروں کی صحبت سے بچو مال و ایمان کے خسارے کا خطرہ ہے۔

۳۸: خلوت کو محبوب رکھو۔

۳۹: جلوت میں اولیاء کے ساتھ رہو۔

۴۰: مامورات کا اہتمام منہیات سے اجتناب معمولات کی پابندی علامت ترقی کی ہے۔

۴۱: خلق خدا کو خوش رکھنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔

۴۲: ہمیشہ بڑی عمر والوں کے پاس بیٹھو۔

۴۳: اخلاق حسنہ خدائی ہتھیار ہے۔

۴۴: طبیعت سے بچو عقل سے کام لو شریعت کی مانو۔

۴۵: جائز دنیاوی امور میں قناعت کو غالب رکھو۔

۴۶: تبلیغ و تعلیم و تدریس کے حریص رہو۔

۴۷: اصلاح نیت لازم نیت اصلاح ملزوم۔

۴۸: بعضوں کی ابتدا میں انتہا نظر آتی ہے۔

۴۹: توبہ کی تکمیل ضروری ہے۔

۵۰: توبہ کی حقیقت ندامت ہے۔

۵۱: ذکر الٰہی بنیت محبت الٰہی ہو۔

۵۲: نوجوان جباریت' قہاریت کا دھیان رکھیں۔

۵۳: بیمار ضعیف امید کو غالب رکھیں۔

۵۴: دنیا میں رہ کر آخرت کی رغبت ہو۔

۵۵: صرف اللہ سے مانگو اور اللہ ہی سے مدد چاہو۔

۵۶: فنائے عالم کا مراقبہ کیا کرو قناعت حاصل ہوگی۔

۵۷: صبر کی ضرورت ہر عمل میں ہے۔

۵۸: شکر فرض ہے۔

۵۹: شکر سے صبر آسان ہو جاتا ہے۔

۶۰: تامل سے تحمل پیدا ہوتا ہے۔

۶۱: حقیقی شکر یہ ہے کہ کسی نعمت کا اپنے کو حق دار نہ سمجھے۔

۶۲: شکر سے حفاظت ہوتی ہے۔

۶۳: شاکر متواضع ہوتا ہے۔

۶۴: صابر متوکل ہوتا ہے۔

۶۵: حقیقی صبر یہ ہے کہ گناہ نہ کرے۔

۶۶: زاہد قانع ہوتا ہے۔

۶۷: ایمان کا خلاصہ کمال تقویٰ۔

۶۸: اسلام کا خلاصہ کمال تواضع

۶۹: درود وسلام کی خاصیت اتباع سنت۔

۷۰: اتباع سنت کی تاثیر شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷۱: حب صحابہؓ کا جوہر کمال ہدایت۔

۷۲: اولیاء کی محبت محبت الٰہی کا وسیلہ ہے۔

۷۳: اولیاء کا محبوب مقرب خدا ہے۔

۷۴: اہل اللہ کی مجالس معیت ربی۔

۷۵: فیصلۂ خداوندی پر دل سے راضی رہنا مقام رضا ہے۔

۷۶: تجویز کو فنا کرنا تصرفات میں حکمت کا یقین رکھنا تفویض ہے۔

۷۷: نفس کی مخالفت کثرت ذکر طریق فنا ہے۔

۷۸: اخلاق حمیدہ میں ملکہ ہو جانا بقا ہے۔

۷۹: مرید صادق سلسلہ شیخ کی اشاعت کا حریص ہوتا ہے۔

۸۰: نفس کے تقاضوں کو روکنے سے تعلق ختم ہوتی ہے۔

۸۱: غصہ اچھی چیز ہے دشمن کے لئے۔

۸۲: اتفاق بین المسلمین کے لئے جھوٹ سے سہارا لینا پسندیدہ ہے۔

۸۳: خدا پسندی خود پسندی کا علاج ہے۔

۸۴: متکبرین سے تکبر برتنا عجز و نیاز ہے۔

۸۵: بدعتی کی تعظیم سے بچو ورنہ دین کی بڑائی دل سے نکل جائے گی۔

۸۶: کینہ انسان کو بے نور کر دیتا ہے۔

۸۷: جاہی باہی حالات سے بچو۔

۸۸: جس لذت کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہ ہو وہ دنیا ہے۔

۸۹: لمبے چوڑے منصوبے اور سامان نہ کرنا یہ موت کو کثرت سے یاد کرنا ہے۔

۹۰: انس صرف خدا سے ہو ورنہ مخلوق میں پھنس جائے گا۔

۹۱: نیکی کا تقاضا الہام ہے۔

۹۲: ولی بننا فرض ہے۔

۹۳: ولایت کے آثار میں ہے دوام طاعت کثرت ذکر بار بار دل ہی دل میں اللہ کا دھیان رہنا۔

۹۴: سنت کی مخالفت سے باز رہو۔

۹۵: عورتوں کی نرمی بے ریش لڑکوں کی صحبت سے بچو۔

۹۶: زبان درازی علامت محرومی کی ہے۔

۹۷: شیخ کی سب باتیں مرید پسند کرے علامت مناسبت کی ہے۔

۹۸: ہر غیر اختیاری پریشانی تعلق مع اللہ کا سبب ہے۔

۹۹: اعمال اختیاریہ بہت آسان ہے۔

۱۰۰: ہمیشہ یاس و ناز سے بچے آس و نیاز کو اختیار کرے۔

۱۰۱: شغل باذن شیخ کرے۔

۱۰۲: مواعظ ملفوظات کے مطالعے کو مثل مجلس شیخ سمجھے۔

۱۰۳: جان پہچان والوں سے بہت بچو وقت ضائع ہوتا ہے۔

۱۰۴: بات بناؤ مت کرو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

۱۰۵: پہلا قدم اخلاص آخری قدم احسان یہی صراط مستقیم ہے۔

۱۰۶: اخوان طریق سے حسد علامت تباہی کی ہے۔

۱۰۷: حسن ظن رکھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

۱۰۸: کام کرنے والوں کے لئے سب موسم برابر ہیں سست کے لئے ہر موسم مانع بن جاتا ہے۔

۱۰۹: مدرسہ میں حقیقی طالب علم دو چار ہی ہوتے ہیں۔

۱۱۰: بے تکلفی اتنی ہو کہ بس بے ادبی نہ ہو۔

۱۱۱: زیادہ کھانا زیادہ طاقت پیدا نہیں کرتا۔

۱۱۲: ہر آدمی دوسرے کو ہم خیال بنانا چاہتا ہے۔

۱۱۳: کسی کام کو جب صحیح طریق سے کیا جائے گا تو نفع ضرور ہوگا۔

۱۱۳: عبادت میں جی لگے سمجھو غذا ہے' اگر جی نہ لگے سمجھو دوا ہے۔

۱۱۵: جو بھی سفر ہو عبرت کی نظر سے ہو۔

۱۱۶: کلام میں مخاطب کی رعایت ضروری ہے۔

۱۱۷: وہ آدمی ہی کیا جس میں خدمت کا جذبہ نہ ہو۔

۱۱۸: کون کسی کا ساتھ دیتا ہے' بس توفیق الٰہی ہی کا ساتھ ہوتا ہے۔

۱۱۹: آدمی کی طبیعت میں خیر غالب ہو تو اصلاح کے لئے اپنے نام کا مراقبہ ہی کافی ہے۔

۱۲۰: وہ ولی نہیں جو نبی کے طریق پر نہیں۔

۱۲۱: فرق مراتب ضروری امر ہے۔

۱۲۲: ہر چیز میں نظم کی ضرورت ہے۔

۱۲۳: ہر مہتمم کو منکسر اور متقی ہونا چاہئے۔

۱۲۴: سفر میں کچھ نہ کچھ مشقت ضرور ہوتی ہے۔

۱۲۵: شیخ کو بھی اپنی اصلاح سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

۱۲۶: مال اور عقل میں تلازم نہیں۔

۱۲۷: ترقی درجات کا مدار اعمال پر ہے۔

۱۲۸: تصوف یہ ہے کہ فرائض کو نوافل پر مقدم رکھا جائے۔

۱۲۹: خلوت بہ قلب ہوتی ہے نہ کہ الگ بیٹھ جائے۔

۱۳۰: بازار سے بےزار رہنا چاہئے۔

۱۳۱: مشائخ کو اپنا بچپن بھی یاد رکھنا چاہئے۔

۱۳۲: اعتراض کا منشا جہالت ہے۔

۱۳۳: محبت کے لئے دیکھنا ضروری نہیں دھیان ضروری ہے۔

۱۳۴: غیر اختیاری خیالات سے بے خیال ہو جانا بہت سی پریشانیوں کا علاج ہے۔

۱۳۵: علماء کو عوامی جھگڑوں کا ثالث نہیں بننا چاہئے۔

۱۳۶: ذمہ دار کو لمبی بات کی عادت لائق نہیں۔

۱۳۷: کسی کا عیب کھولنا یا تلاش کرنا بدترین خصلت ہے۔

۱۳۸: علم کی زندگی سوال اور عمل ہے۔

۱۳۹: بدگمانی تمام عیوب کی جزو ہے۔

۱۴۰: سالک اگر میل ملاقات سے نہیں بچتا تو سلوک طے ہونا مشکل ہے۔

۱۴۱: ہمت پر مدد ہوتی ہے۔

۱۴۲: جیسی جیسی ہمت ویسی ویسی مدد۔

۱۴۳: ہمت موجود ہے' ہمت مرداں مدد خدا۔

۱۴۴: شیخ کو زبان' مرید کو کان ہونا چاہئے۔

۱۴۵: اپنے متعلقین کی نگرانی کرتے رہنا چاہئے۔

۱۴۶: شیخ وہ ہے جو اپنے متعلقین کی ناشائستہ حرکت پر روک ٹوک کرے۔

۱۴۷: بڑے کی قابلیت اس کے چھوٹوں میں نظر آتی ہے' جبکہ چھوٹوں نے قدر کی ہو۔

۱۴۸: کسی شخص کا شمار جب علماء میں ہونے لگے تو اسے صفت علم کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۴۹: اصل کام ہے نام نہیں' نام تو کام کے تابع ہے۔

۱۵۰: تصوف میں وہم کا کوئی کام نہیں۔

۱۵۱: لالچی آدمی ہمیشہ ذلیل رہتا ہے۔

۱۵۲: ٹیلیویژن مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کرنے کے لئے ہے۔

۱۵۳: کہتے ہیں چاہ مشکل ہے۔

۱۵۴: سب غلط ہاں نباہ مشکل ہے۔

۱۵۵: آج کل سب سے زیادہ خطرناک لڑکیوں کا لڑکوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا میل جول ہے' نوجوان تباہ ہو گئے۔

۱۵۶: اب تو ہر آدمی اپنا ہی معتقد بنا ہوا ہے۔

۱۵۷: ہمت بلند رکھنے سے بہت سی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

۱۵۸: عوام کی تو کیا شکایت اب تو خواص کی بھی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔

۱۵۹: تحقیق سے کام لیا جائے تو جھگڑے کی نوبت بہت کم آئے۔

۱۶۰: اجتماعیت کے ساتھ کچھ کام کرنے کا دور نہیں' بس اب تو انفرادی طریقے سے جو خدمت ہوتی رہے کرتے رہنا چاہئے۔

۱۶۱: آج کل ذہن کی فراوانی ہے' عقل کا قحط ہے۔

۱۶۲: پیر اور باپ اور استاد بننے کا شوق ہے اور بننا آتا نہیں' کیوں؟ شفقت نہیں۔

۱۶۳: آج کل حافظ' قاری' مولوی تو بہت ملتے ہیں' مگر آدمی نہیں ملتے۔

۱۶۴: آج کل عورتوں کو بھی سفر کا بہت شوق ہو گیا ہے' جو کہ بہت مضر ہے۔

۱۶۵: بڑا بننے اور بڑا بنائے جانے میں بڑا فرق ہے۔

۱۶۶: جو شخص حلیم نہیں وہ ذلیل ہے۔

۱۶۷: اگر کہیں مجھے غصہ مل جائے تو میں اسے ذبح کر دوں' اس نے تباہی پھیلا دی ہے۔

۱۶۸: شجاعت کا اظہار تو آسان ہے' مگر موقع پر شجاع رہنا مشکل ہے۔

۱۶۹: آج کل لوگوں میں اظہار کا مادہ زیادہ

ہے اور وقت پر ظہور بہت کم ہوتا ہے۔

۱۷۰: مشائخ نہ اخفا کا اہتمام کریں' نہ اظہار کا۔

۱۷۱: اپنے پر عجب و تکبر کی نگاہ نہ ہو دوسروں پر حقارت کی نگاہ نہ ہو۔

۱۷۲: حسن اخلاق حسن کلام یہ تقویٰ یہ تواضع زندگی بھر کا دستور بنالو۔

۱۷۳: طبیعت میں شفقت غالب رکھو۔

۱۷۴: بات بات پر ندامت مانو۔

۱۷۵: نسبت پر شکر کرو نسبت میں ترقی کی دعا کرتے رہو۔

۱۷۶: اللہ تعالیٰ حق و باطل میں فاروقیت سے نوازیں جدت نوازی سے محفوظ رکھیں۔

۱۷۷: دعا مانگنے والا محروم نہیں رہتا۔

۱۷۸: ڈرنے والے کی حفاظت کی جاتی ہے۔

۱۷۹: اکثر درگزر کرنے کے عادی رہو۔

۱۸۰: طول صحبت کی ضرورت ہے ورنہ مکاتبت بمتابعت قائم مقام صحبت شیخ ہے۔

۱۸۱: حسد کا علاج سخاوت ہے۔

۱۸۲: اخلاص و احسان کی بار بار تجدید ذریعہ ترقی ہے۔

۱۸۳: اپنے منصب و نسبت کا اور دوسرے کے منصب و نسبت کا لحاظ رکھو۔

۱۸۴: حساب و جو جواب سو سو۔

۱۸۵: عاقل وہ ہے جس میں موقع شناسی اور مردم شناسی ہو۔

۱۸۶: قلب اللہ کی زمین ہے' لا الہ الا اللہ تخم ہے' اس ایمانی بیج کو بونے کے بعد اس کی آبیاری اعمال صالحہ سے کرنا ہوگی۔

۱۸۷: طریقت ان طریقوں کا نام ہے' جو شریعت کے ذریعے بندے کو خالق سے جوڑ دیں۔

۱۸۸: اپنے نفس کو مشغول رکھو قبل اس کے کہ وہ تمہیں اپنے شغل میں لگالے۔

۱۸۹: اشاعت دین سے نصرت ہوگی۔

۱۹۰: ذکر اللہ سے معیت نصیب ہوگی۔

۱۹۱: ہود کے معنی لغو و لایعنی سے بچنے والا' لہٰذا اسی بنا پر جو لغویت و لایعنیت سے نہیں بچتا' نہیں بچاتا وہ بے ہودہ کہلاتا ہے' ہر سالک کو ہود ہونا چاہئے۔

۱۹۲: زمانہ بہت نازک ہے زمانہ کو پہچاننے کی ضرورت ہے کسی کو اپنا بنانے میں جلدی نہیں کرنا چاہئے' نفاق عام ہوچکا ہے۔

۱۹۳: ناگواری کو ناگواری سے برداشت کرنا تحلم ہے' ناگواری کو خوشگواری سے برداشت کرنا حلم ہے۔

۱۹۴: قلب میں علماء کی عظمت بہت زیادہ ہو۔

۱۹۵: تبلیغ کا کام نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع و اعتراض نہ ہو۔

۱۹۶: خانقاہ میں رہتے ہوئے زبان پر سکوت' دل میں سکون' کسی سے دوستی نہ ہو۔

۱۹۷: علماء کی دینی خدمات کو سب سے اعلیٰ و افضل سمجھو۔

۱۹۸: ہر وقت یہ خیال رکھو میرا اللہ مجھے بہت محبت سے دیکھ رہا ہے۔

۱۹۹: سالانہ ایام رخصت اپنے شیخ کی رہنمائی میں بسر کرو۔

۲۰۰: خوش رہو آباد ہو' خوب پھلو' پھولو غم کھاؤ غصہ پیو میٹھا کھلاؤ' انشاء اللہ تعالیٰ دنیا تمہارے قدم چومے گی۔

☆☆..................☆☆

بقیہ امر بالمعروف

دیتا ہے جس پر تمام دین کی بقا کا دارومدار ہے اور وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔

اس کام کو چھوڑنے کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ انسانیت سسک رہی ہے اور سب کام ہورہے ہیں' صرف دعوت کا کام نہیں ہورہا ہے' کیونکہ یہ محاذ جن سپاہیوں کو الاٹ کیا گیا تھا وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے' اس لئے آپ بھی اس منصب سے محروم اور اس سے ملنے والی اشیاء سے بھی محروم ہوگئے۔

دعوت واصلاح کا کام:

شریعت اسلام نے اجتماعی زندگی اور اجتماعی اصلاح اور اجتماعی ترقی کو اصل بتایا ہے اور امت مسلمہ کو ایک جسم قرار دیا ہے کہ اگر ایک عضو میں درد ہوجائے تو تمام جسم بے چین ہوجاتا ہے۔ اس وجہ سے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ایمان کا خاصہ اور لازمی جزو قرار دیا ہے تاکہ اس کی انجام دہی کے لئے اپنے اندر خوبی وکمال پیدا کریں۔ ظاہر ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک افراد خوبیوں اور کمالات کے زیور سے آراستہ نہ ہوں' اب ہمارے اوپر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ فریضہ تبلیغ کو اس طرح لے کر کھڑے ہوں جس سے ہم میں قوت بڑھے اور اسلامی فتوحات ابھریں' ہم خدا اور رسول کو پہچانیں اور احکام خداوندی کے سامنے سرنگوں ہوجائیں' کیونکہ یہ کام خدا کی ایک اہم عبادت اور سعادت عظمیٰ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی امانت ہے۔ اس کام کا مقصد دوسروں کی ہدایت نہیں بلکہ اس سے خود اپنی اصلاح اور عبدیت کا اظہار مقصود ہے' اگر ہم اس کو صحیح طور پر انجام دیں گے تو عزت و آبرو اور اطمینان وسکون کی زندگی پالیں گے۔

☆☆

قادیانیت ہماری نظر میں

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ:

مرزائیت کی تحریک جو مذہبی نمودار (رنگ میں) ہوئی دراصل مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد فنا کرنے اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ایک خوفناک سازش ہے جو انگریزی دور حکومت میں تیار کی گئی' مرزائیت کی تنظیم انگریزی راج کو دوام بخشنے کی ایک تدبیر ہے۔ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری زندگی انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں گزری۔ (قادیانیت ہماری نظر میں)

مولانا محمد علی مونگیریؒ:

مولانا محمد علی رحمہ اللہ کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم: محمد علی تم وظیفے پڑھنے میں مشغول ہو اور قادیانی میری ختم نبوت کی تخریب کر رہے ہیں' تم ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کی تردید کرو۔

بانی پاکستان محمد علی جناح:

مولانا انیس الرحمٰن لدھیانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ قادیانیوں نے بانی پاکستان محمد علی جناح کو بھی اپنے دام تزویر میں لانے کی کوشش کی' چنانچہ اس سلسلہ میں ۱۹۳۶ء میں قادیانیوں کا ایک وفد ان سے ملا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نظریات کی تبلیغ کی تو بانی پاکستان نے تفصیلات سن کر صرف ایک جملہ کہا: تو گویا کہ تمہارا مذہبی لیڈر اور ہے اور ہمارا مذہبی لیڈر اور ہے۔ پھر اس کے بعد قادیانیوں کو دوبارہ اس موضوع پر بات کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

مولانا ظفر علی خانؒ:

مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا' دجال تھا' دجال تھا' میں اسلام میں قانون انگریزی کا پابند نہیں' میں قانون محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہوں۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ:

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ: ''قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے' قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ (قادیانیت ہماری نظر میں)

مرحوم ذوالفقار علی بھٹو:

ختم نبوت پر میرا محکم ایمان ہے' اسی پر زندہ رہوں گا اور اسی پر مروں گا۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا وہ میرے نزدیک کافر ہے۔ (ماہنامہ ضیاء حرم جولائی ۱۹۷۴ء)

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم:

قادیانیت کا وجود عالم اسلام کے لئے سرطان کی حیثیت رکھتا ہے' جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا اور دنیا کو اس کے فریب سے آگاہ کیا' ختم نبوت کا عقیدہ نہ صرف ملت اسلامیہ کے ایمان کا بنیادی نقطہ ہے بلکہ پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین اور رحمت کی تکمیل کا عالمی پیغام ہے۔

قاضی حسین احمد:

قادیانیت کے مکمل خاتمہ کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کا اتحاد ناگزیر ہے۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خوفزدہ ہو کر قادیانیت کی بنیاد رکھی تھی۔ قادیانی پاکستان کے خلاف مسلسل تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اس جماعت کے افراد نوکر شاہی اور صنعتی اداروں میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں جو طاغوتی طاقتوں کے سیاسی اور معاشی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔ (قادیانیت ہماری نظر میں)

راجہ ظفر الحق:

قادیانیت کا فتنہ اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اسلام مخالف حکومتوں اور افراد نے دل کھول کر اسے اپنی مکمل حمایت فراہم کی تاکہ اللہ تعالیٰ کے آخری اور کامل دین میں رخنہ ڈال سکیں' استعماری قوتوں نے اسے اپنے مقاصد کے لئے خوب استعمال کیا تاکہ استعمار کے خلاف جہاد کے جذبے کو سرد کیا جا سکے' لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیت بے نقاب ہوئی اور باوجود بے پناہ وسائل اور حمایت کے دنیا بھر میں اس کا اصل چہرہ سامنے آ رہا ہے۔ (مرگ مرزائیت)

جنرل پرویز مشرف:

قادیانیت کے متعلق ۲۵/مئی ۲۰۰۲ء کو قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد میں علمائے کرام سے سوالوں کے جواب میں صدر پاکستان نے اعلان کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں۔

☆☆..................☆☆

ساعتے با اولیاء

اخلاص:

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے۔ جب میں مکہ معظمہ میں تھا تو ایک حجام ایک خواجہ کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے کہا: ''کیا میرے بال بھی خدا کے لئے کاٹ دو گے؟''

اس نے کہا: ''ہاں!'' اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ابھی تک اس خواجہ کی حجامت پوری نہ بنی تھی کہ حجام نے اس سے کہا: ''آپ اٹھ جائیے کیونکہ جب خدا کا نام درمیان میں آ گیا تو میں نے سب کچھ پالیا۔''

پھر اس نے مجھ کو بٹھایا' میرے سر کو بوسہ دیا اور میرے بال مونڈ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک کاغذ (کالفافہ) دیا جس میں کچھ رقم تھی اور مجھ سے کہا: ''اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا۔''

میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو نیت کی کہ اول جو کشائش مجھے نصیب ہوگی تو میں اس شخص کے ساتھ مروت کروں گا۔

ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ لوگوں نے مجھے بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔

میں وہ تھیلی لے کر اس حجام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے وہ تھیلی اسے دی تو اس نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میری نیت یہ تھی کہ جو مجھے اول کشائش ملے گی وہ میں تجھے دوں گا۔''

یہ سن کر اس نے کہا: ''تجھے شرم خدا سے شرم نہیں آتی؟ تم نے مجھے کہا تھا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنادے اور اب یہ کیا لے کر آیا ہے؟ بھلا تو نے کہیں یہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص خدا کے لئے کام کرے پھر معاوضہ طلب کرے؟''

استغنأ:

سلطان جلال الدین خلجی کے زمانہ تک حضرت خواجہ نظام الدین اولیأ رحمہ اللہ کی خانقاہ میں فتوحات کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور آپ اپنے مریدین سمیت نہایت تنگی و عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔

بعض اوقات پوری کی پوری فصل گزر جاتی لیکن خربوزے کی ایک قاش تک چکھنے کو نہ ملتی تھی حالانکہ ان دنوں خربوزہ ایک روپے کا من بھر ملتا تھا۔ شیخ کے تمام متعلقین و مریدین اکثر فاقہ کشی کی زندگی گزارتے تھے۔

سلطان جلال الدین خلجی کو ان کے حال کا علم ہوا تو کچھ تحائف حضرت کی خدمت میں بھیج کر گزارش کی کہ حکم ہو تو ایک گاؤں خدمت گاروں کے لئے مقرر کردوں۔

سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ مجھے اور میرے خدمت گاروں کو تمہارے گاؤں کی چنداں ضرورت نہیں' میرا اور ان کا خدا کارساز اور میرکارواں ہے۔

سلطان نے اس کے بعد کئی بار حاضری کی اجازت چاہی مگر آپ نے ہر بار ملنے سے انکار کردیا۔

آخر ایک دن اُس نے بغیر اطلاع کے حاضری کا پروگرام بنایا مگر بادشاہ کے مصحف بردار امیر خسرو نے اس پروگرام سے حضرت کو مطلع کردیا اور حضرت ملاقات سے بچنے کے لئے اجودھن روانہ ہوگئے۔

جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے خفا ہوکر امیر خسرو سے کہا کہ تو نے میرا بھید کھول کر مجھے

باقی صفحہ 11 پر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

سورۂ آل عمران میں ہے:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"

امر بالمعروف یہ شعبہ عالمگیر ہے' اس لئے خاص طور پر اس کو امت محمدیہ کے لئے الاٹ کیا گیا ہے۔ امت محمدیہ کی فضیلت و برتری کی علت ڈھونڈی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کے ذمہ ایک اعلیٰ اور برتر کام سپرد کیا گیا ہے' جس کی وجہ سے خیر الامم کا معزز خطاب اس کو عطا کیا گیا ہے۔ دین کی تبلیغ کا کام یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس کو خدا نے اس امت کے سپرد کیا ہے اور خدمت خلق کا جذبہ امت کو دوزخ سے بچانے کا نام ہے اور اس کا نشیمن اس کی دعوت کی شاخ پر ہے' در حقیقت دنیا کی پیدائش کا اصل مقصد خداوند قدوس کی ذات و صفات کی معرفت ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک بنی نوع انسان کو برائیوں اور گندگیوں سے پاک کر کے بھلائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے' اس لئے فرمایا گیا کہ فلاح و بہبود انہی لوگوں کے لئے ہے جو اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔

بعثت محمدی کا مقصد:

اس امت کی بعثت آپ کی بعثت کا پھیلاؤ ہے' اس لئے دین کی اشاعت کی ذمہ داری و باگ ڈور امت کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ اس کے کرنے میں کامیابی ہے اور نہ کرنے میں دو نقصان ہیں:

اس کا پہلا نقصان تو اپنے کو نااہل قرار دینا ہے یا یوں کہئے کہ اپنے سر بہت بڑا الزام قائم کر لینا ہے۔ خدا نے انسان کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے' اس کو انجام نہ دے اور ہزار کام کرے تو بے کار ہے' بلبل کی آواز سریلی اور دل آویز ہے' اگر وہ بولے نہیں تو کوا بہتر ہے' طاؤس رقص نہ کرے تو اس سے خس اچھا ہے' نمک کے اندر نمکین پن نہ ہو' اس کی جگہ یاقوت و جواہرات ہوں تو بے کار ہے' جو چیز جس کام کے لئے بنائی گئی ہے وہی کام انجام نہ دے تو کیا فائدہ۔

جاں بہ لب دنیا اور حیات بخش پیغام:

بھٹکی ہوئی اور ٹھوکر کھائی ہوئی انسانیت جو آج گہرے غار میں گرنے کے لئے تڑپ رہی ہے' اس کو کون بچائے گا' ایک انسانیت کیا بیمار ہے' بلکہ سب بیمار ہیں۔ اخلاقی بیمار' معاشرتی بیمار ہیں' اخلاق بیمار' معاشرت بیمار' روح بیمار' عقیدت بیمار' ایمان بیمار' ساری انسانیت بیمار ہے۔ اس کا علاج کون کرے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ تعلق مع اللہ اور دعوت الی اللہ کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے:

امت محمدیہ جب اس کام کو چھوڑ دی گی تو سخت مصائب و آلام اور ذلت و خواری میں مبتلا کر دی جائے گی اور ہر قسم کی غیبی نصرت و مدد سے محروم ہو جائے گی اور یہ سب کچھ اس لئے ہوگا کہ اس نے اپنے فرض منصبی کو نہیں پہچانا اور اس کی قدر نہ کی اور جس کام کی انجام دہی کی ذمہ داری تھی' اس سے غافل رہی۔ اس کو بھلائے رکھنے سے سستی و کاہلی عام ہو جائے گی' گمراہی و ضلالت کی شاہراہیں کھل جائیں گی' آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی' آبادیاں ویران ہو جائیں گی' مخلوق تباہ و برباد ہو جائے گی اور یہ سب کچھ ہو رہا ہے' اس تباہی و بربادی کی خبر اس وقت ہوگی جب میدان حشر میں خدا کے سامنے بازپرس کے لئے بلایا جائے گا۔

مسیحا خود بیمار ہے:

امر بالمعروف و نہی عن المنکر دین کا زبردست رکن ہے' جس سے دین کی تمام چیزیں وابستہ ہیں' اس سے ہمارے لئے یہ بات صاف واضح ہوگئی کہ ہمارا اصل مرض روح اسلامی سے بیزاری ہے جو در حقیقت ایمان کا ضعف ہے' ہمارے اسلامی جذبات فنا ہو چکے ہیں' ہماری ایمانی قوت زائل ہو چکی ہے اور کمزوری کا سبب اصل شے کو چھوڑ

باقی صفحہ 19 پر

عالمی خبروں پر ایک نظر

سہ ماہی اجلاس مرکزی مبلغین ۷، ۸/ شوال المکرّم ۱۴۲۶ھ

ملتان (رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت مولانا راشد مدنی رحیم یار خان نے کی۔ گزشتہ اجلاس کی کارروائی کی خواندگی مولانا اللہ وسایا نے کی۔ اجلاس میں مولانا خدا بخش' مولانا حافظ احمد بخش' مسسر مولانا محمد قاسم رحمانی' ماسٹر محمد حسن' محمد اسماعیل کی اہلیہ محترمہ کی نانی صاحبہ' زلزلہ زدگان' حافظ محمد صدیق' مولانا اللہ وسایا کی والدہ محترمہ سمیت مختلف جماعتی کارکنوں کی وفات پر ان کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی' مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی گئی۔ دعا مولانا غلام حسین جھنگ نے کرائی۔ مفتی خالد میر نے آزاد کشمیر میں ہونے والے نقصانات کی رپورٹ پیش کی۔ دینی' رفاہی اداروں کی امدادی کارروائیوں پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور اس زلزلہ کو صدی کا بڑا سانحہ قرار دیا گیا۔ مسلمانان پاکستان سے اپیل کی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آفات و بلیات کے دفعیہ کی دعا کریں۔ طے پایا کہ مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر سے باہر ہر ہفتہ تین دن ضلع خوشاب اور سرگودھا کے قصبات اور چکوک کے لئے دیا کریں' مولانا محمد حسین ناصر ہر ہفتہ تین دن سکھر شہر سے باہر دیا کریں' ضلع سکھر اور خیر پور میرس کے لئے دیں' مولانا غلام حسین جھنگ خطیب ملنے تک جامع مسجد محمدیہ چناب نگر میں جمعہ پڑھائیں' مولانا محمد اسحاق ساقی طے شدہ پروگراموں کے مطابق ہر ہفتہ تین' چار روز ضلع میں وقت دیا کریں اور اسے یقینی بنائیں' مولانا محمد یوسف نقشبندی ہر ہفتہ کے لئے روٹ متعین کر کے سفر کریں تا کہ وقت اور کرایہ کم از کم رہے۔

ماہنامہ ''لولاک'' کے کئی خریداروں کے نام بقایا جات ہیں' احباب سے درخواست کی گئی کہ ذوالحجہ کے اختتام سے پہلے تمام خریداروں سے رقوم وصول کی جائیں' بصورت دیگر پرچہ بند کر دیا جائے۔ مبلغین اپنے حلقوں کے نادہندگان کی فہرست اور بقیہ جات مکمل کر کے ساتھ لے جائیں اور ذوالحجہ کی میٹنگ تک وصولی مکمل کرائیں۔ ایجنسیوں کی فہرست بھی مبلغین کو دے دی گئی۔ نیز جن خریداروں کے نام ایک سال یا دو سال کے بقایا جات ہیں' انہیں خط اور منی آرڈر فارم بھیجے جائیں گے' تا کہ انہیں ترسیل زر میں سہولت ہو' کوئی جواب نہ آنے پر ذوالحجہ کے بعد ماہنامہ ''لولاک'' نہیں بھیجا جائے گا۔

ہفت روزہ ختم نبوت کی رقوم جو کراچی کے خریداروں کے نام ہیں' ریاض الحق کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ تمام احباب سے مل کر رقوم وصول کریں' بصورت دیگر پرچہ بند کر دیا جائے' کراچی سے باہر خریداروں کی فہرست مبلغین کو دے دی گئی تا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کے خریداروں سے مل کر وصولی ممکن بنائیں' ہفت روزہ کے خریداروں کی فہرست ضلع وار بنا دی جائے تا کہ مبلغین آسانی سے وصولی کر سکیں۔

کئی ایک مبلغین کے نام مکتبہ ختم نبوت کی رقوم ہیں' ان سے درخواست کی گئی کہ وہ بقایا جات جمع کرا دیں۔ بعض احباب نے بقایا جات جمع کرا دیے۔ بعض جماعتی رفقاء کو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ خط لکھ کر ترسیل کی درخواست کریں گے۔ الحمدللہ! مرکزی مکتبہ ختم نبوت نے کئی قابل قدر کتب شائع کی ہیں اور مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر کتب ارسال کی جا رہی ہیں۔ امسال فتاویٰ ختم نبوت کی دو جلدیں اور احتساب قادیانیت کی تیرھویں اور چودھویں جلدیں شائع کی گئیں' ایسے ہی ''سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سوانح و افکار'' اور ''محدث العصر سید محمد یوسف بنوریؒ سوانح و افکار'' بھی شائع ہوئیں۔ مذکورہ بالا کتب مکتبہ ختم نبوت' غزنی اسٹریٹ' اردو بازار' لاہور سے بھی مل سکتی ہیں۔

تیسری نشست ۹/شوال المکرّم ۱۴۲۶ھ بوقت ساڑھے آٹھ بجے منعقد ہوئی۔ صدارت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے کی۔ تلاوت قاری محمد یوسف نقشبندی نے کی۔

پڑتال مضامین کے حوالے سے قاضی احسان احمد‘ مولانا محمد قاسم رحمانی اور مولانا راشد مدنی پر مشتمل کمیٹی نے مضامین چیک کیے۔ قاضی احسان احمد نے رپورٹ پیش کی کہ احباب نے مضامین بہت عمدہ لکھے اور بعض رفقا نے خود تحریر نہیں کیے بلکہ لکھوائے ہیں۔ طے ہوا کہ مضامین تمام احباب خود تحریر کریں۔ طے شدہ طریق کے مطابق پہلی تاریخوں میں مضامین دفتر مرکزیہ کو ارسال کریں۔ دروس اور خطبات میں علامات قیامت پر گفتگو کر کے انابت الی اللہ کی طرف متوجہ کیا جائے اور اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے رسالہ سے استفادہ کیا جائے۔ آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت جلد ششم میں سے پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے مضامین ختم نبوت ’شناخت مجدد‘ چودہ صدیوں کے مجددین کی فہرست کے ساتھ لکھیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے مضمون سے فہرست لے لی جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کو کراچی‘ منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی کو اسلام آباد اور گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا فیاض مدنی کی خدمات گمبٹ خیرپور میرس سندھ کے سپرد کر دی گئیں۔ مذکورہ بالا علماء کرام نے اپنے اپنے حلقوں کے چارج سنبھال لئے۔

اجلاس میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا قاضی احسان احمد کراچی‘ مولانا محمد نذر عثمانی حیدر آباد‘ مولانا محمد علی صدیقی میرپور خاص‘ مولانا خان محمد جمالی تھرپارکر‘ مولانا محمد حسین ناصر سکھر‘ مولانا راشد مدنی رحیم یار خان‘ مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور‘ مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر‘ مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال‘ مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی‘ مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ‘ مولانا غلام حسین جھنگ‘ مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر‘ مولانا محمد ثاقب/ مولانا فیاض مدنی گوجرانوالہ‘ مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ‘ مولانا مفتی محمود الحسن راولپنڈی‘ مفتی خالد میر‘ مولانا طیب فاروقی اسلام آباد‘ مولانا عبدالستار حیدری لیہ‘ مولانا عبدالرشید سیال مظفر گڑھ‘ مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ اور مولانا محمد یوسف نقشبندی ڈیرہ غازی خان سمیت کئی ایک مبلغین نے شرکت کی۔

کمبوہ چوک کا نام تبدیل کر کے ”سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ چوک“ رکھ دیا گیا

چیچہ وطنی (رپورٹ: مفتی محمد عثمان) چیچہ وطنی میں مشہور کمبوہ چوک کا نام تبدیل کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی و امیر اول سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام پر منسوب کر دیا گیا۔ رضا کاران ختم نبوت‘ کارکنان ختم نبوت دینی و مذہبی حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جماعت کے مقامی راہنماؤں مولانا عبدالحکیم نعمانی‘ قاری زاہد اقبال اور مولانا محمد ارشاد نے تحصیل کونسل کے اراکین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حاسدین کی شرارتوں اور طبع آزمائیوں کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے ساتھ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ عرصہ پہلے بلدیہ والوں نے شاہ صاحب کے نام کا بورڈ لگایا تھا‘ جس کے لئے حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ (سابق مبلغ ختم نبوت و خطیب جامع مسجد بلاک ۱۲) نے جو چیچہ وطنی میں تحریک ختم نبوت کی بنیاد رکھی تھی‘ یہ تحریک اس خلوص کے نتیجہ میں رائے علی نواز وغیرہ نے چوک کا نام شاہ جی کے نام پر رکھا تھا‘ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے باقاعدہ اس چوک کی تقریب کا آغاز کر کے چوک کے نام کو سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام سے پختہ کروایا‘ جس کا باقاعدہ بلدیہ والوں نے نوٹیفکیشن جاری کیا۔

تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی درخواست پر ۲۵/ مئی کو تحصیل کونسل کے اجلاس میں ”کمبوہ چوک“ کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام منسوب کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی اور ۲۰/ جون ۲۰۰۵ء تحصیل کونسل کے اجلاس میں اس کی باقاعدہ اور مکمل طور پر توثیق کر دی گئی۔ یہ بات منظر عام آنے پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کو گلے لگا کر مبارکبادی کے تحفوں کا تبادلہ کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ جماعت کے مقامی عہدیداران نے بلدیہ کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کی روشنی میں ۳/ جولائی بروز اتوار بعد نماز مغرب کو اس چوک کے نام کی تبدیلی پر باقاعدہ افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت قاری محمد اجمل نے کی۔ ہدیہ نعت محمد عمران شاہد نے پیش کیا‘ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جمعیت علماء اسلام ساہیوال کے امیر مفتی محمد عثمان نے سرانجام دیئے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے امیر اور جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ کے خطیب مولانا محمد ارشاد نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قربانیوں کی داستان اور عزم و ہمت کے پہاڑ تھے۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ شاہ جیؒ کو محبت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ امیر ختم نبوت مولانا محمد ارشاد صاحب کے خطاب کے بعد چوہدری محمد طفیل تحصیل ناظم نے نصب کی گئی تختی سے نقاب کشائی کرتے ہوئے

چوک کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عبدالحکیم نعمانی' قاری زاہد اقبال اور حافظ محمد اصغر عثمانی نے بھی تقریب میں شرکت کی۔ چوہدری محمد طفیل تحصیل ناظم نے اپنے خطاب میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دینی و مذہبی' ملی و قومی' تحریکی وسماجی اور جرأت مندانہ خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ تقریب میں حافظ الٰہی بخش' قاری بشیر احمد' مولانا احمد ہاشمی' مولانا عبدالباقی' مولانا کفایت اللہ حنفی جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمد اکرم ربانی' جماعت اسلامی کے خان حق نواز خان سمیت متعدد علماء کرام اور سماجی وسیاسی شخصیات نے شرکت کی۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حکیم العصر شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خلیفہ مجاز' مدرسہ دارالقرآن یوسفیہ للبنات کے مدیر حضرت مولانا ڈاکٹر نعیم احمد سلیمیؒ کے اچانک وصال پر علماء کرام کا اظہار تعزیت۔ تنظیم علماء پاکستان کے زیر اہتمام حضرت مولانا ڈاکٹر نعیم احمد سلیمیؒ کی یاد میں ایک تعزیتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا' جس میں مرحوم کی دینی و سماجی خدمات کا تذکرہ کیا گیا۔ علماء نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی خدمات کی تعریف کی۔ اجتماع میں حضرت قاری اللہ داد' قاری فیض اللہ آزاد' قاری عبدالکریم صدیقی' قاری معاویہ قاسمی' مولانا نقشبندی' قاری عبدالستار کے علاوہ کئی ایک حضرات نے شرکت کی اور مرحوم کے لئے دعا خیر کی اور خطبات جمعہ میں بھی مرحوم کے لئے دعا مغفرت کی اور ان کی خدمات جلیلہ کو سراہا۔

قادیانی جماعت کے دو متحارب گروپوں کی باہمی رنجش کا نتیجہ تھا

قادیانی اوقافوں کو حکومتی تحویل میں لیا جائے: مولانا اللہ وسایا

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ ۸/ اکتوبر کو منڈی بہاؤالدین کے گاؤں مونگ رسول کی قادیانی عبادت گاہ میں دو نقاب پوشوں کی فائرنگ سے ۱۸ افراد کی ہلاکت اور متعدد زخمی ہونے کا واقعہ قطعی طور پر دہشت گردی یا مرزائی' مسلم جھگڑا نہ تھا بلکہ یہ قادیانی جماعت کے دو متحارب گروپوں کی باہمی رنجش کا نتیجہ تھا' جس کا ایک زندہ ثبوت یہ ہے کہ گاؤں کے مسلمانوں نے انسانی ہمدردی کی بنا پر زخمیوں کو خون دیا۔ مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ متعلقہ ڈی پی او کی وضاحت کے باوجود قادیانی جماعت اس واقعہ کو غلط رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ جمعۃ المبارک صبح یہاں بلاک نمبر ۱ میں حاجی محمد ایوب کی رہائش گاہ پر میڈیا ارکان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چناب نگر سے شائع ہونے والے قادیانی جماعت کے ترجمان اخبار روزنامہ الفضل نے اس واقعہ کے حوالہ سے چار صفحات پر مشتمل جو مفصل رپورٹ شائع کی اس میں بھی اسے مرزائی مسلم تنازعہ کا شاخسانہ قرار دیا حتی کہ قاتلوں اور ملزمان کی گرفتاری تک کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی' قاری زاہد اقبال اور حافظ محمد اصغر عثمانی بھی موجود تھے۔ مولانا اللہ وسایا نے مزید کہا کہ اگرچہ قتل وغارت گری کا یہ اہم واقعہ آنے والے بدترین زلزلہ کے باعث میڈیا میں دب گیا تاہم ہمارے علم میں آیا ہے کہ قادیانی جماعت اس واقعہ کو دہشت گردی سے منسلک کرنے کے لئے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کو ہراساں کرنے کے لئے پولیس پر دباؤ ڈال رہی ہے تاکہ اندرون و بیرون ملک میں اپنی نام نہاد مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر دیرینہ مخصوص مفادات حاصل کئے جاسکیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی نے اس واقعہ میں ہلاک ہونے والوں کے لئے فی کس ایک لاکھ روپے جبکہ زخمیوں کے لئے فی کس پچاس ہزار روپے کی امداد فراہم کی۔ ہم وزیر سے پوچھنا چاہیں گے کہ ذاتی جھگڑوں اور رنجشوں کے نتیجہ میں صوبہ بھر میں آئے روز بہت سے قتل ہوتے ہیں' ان کی مالی امداد کا اعلان کیوں نہیں کیا جاتا؟ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مظفر آباد سمیت دیگر زلزلہ زدہ علاقوں میں قادیانی گروہ رفاہی کاموں کی آڑ میں اپنے مذموم مقاصد کے لئے سرگرداں ہیں۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانی گروہ کی ان سرگرمیوں کا فی الفور نوٹس لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں کا ایک وفد جلد ہی متاثرہ علاقوں کا دورہ کر کے عقیدۂ ختم نبوت پر مشتمل لٹریچر اور مواد لاکھوں کی تعداد میں وہاں کے لوگوں کو مہیا کرے گا تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو قادیانیت سے بچایا جاسکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی جماعت عالمی سطح پر انتشار اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے' جس میں قیادت وخلافت کا تنازعہ بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں مولانا اللہ وسایا نے جامع مسجد کی بلاک نمبر ۱ میں افتتاح بخاری کے عنوان سے منعقدہ جلسہ سے بھی خطاب کیا۔ دریں اثنا قادیانی اوقافوں کو حکومتی تحویل میں لیا جائے جیسا کہ دوسری اقلیتوں کے اوقاف حکومتی کنٹرول میں لئے گئے ہیں۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج کیا

جائے۔ اسلام کلمہ اور قرآن پہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیازی وصف ختم نبوت کے توسط سے ہم تک پہنچے۔ عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت محفوظ نہیں تو پھر پورا اسلام محفوظ نہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے جامعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے زیر اہتمام ۲۴/نومبر کو جامع مسجد بکی بلاک نمبر ا میں اختتام بخاری شریف کی تقریب سعید سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی' مولانا ناصر الدین خاکوانی' مولانا عبدالحکیم نعمانی' مفتی شاہد مسعود' مفتی ظفر اقبال اور قاری زاہد اقبال نے بھی خطاب کیا۔

چناب نگر میں وفاقی حکومتی سطح پر قادیانیوں کی غنڈہ گردی کا نوٹس لیا جائے

ساہیوال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے کہا ہے کہ افکار اور تجربات موسم کی طرح بدل سکتے ہیں' مگر اسلام کے بنیادی عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔ صحیح عقیدہ کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ سے نجات مقدر ہوتی ہے۔ اس لئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا طرۂ امتیاز حاصل ہوا اور تمام جہانوں کے لوگوں کو قیامت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی وحی کا پابند بنادیا گیا۔ عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان کے ذریعے جنت میں دخول ہوگا۔ وہ یہاں جامعہ رشیدیہ میں طلباء کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے فرنگی سامراج کے اشاروں پر عقائد اور بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کو متنازعہ بنانے کے لئے مرزا قادیانی کو نبی بنایا ہوا ہے اور جرأت مند آزاد مسلمانوں کو انگریز سامراج کی غلامی میں دینے کے لئے حرمت جہاد کا نعرہ بھی لگایا جارہا ہے۔ ہم منکرین ختم نبوت قادیانی کو منسوخی جہاد اور عقائد میں تغیر و تبدل کے نام سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے نہیں دیں گے۔ اور انہیں ہر محاذ پر عبرتناک شکست سے دوچار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت نے قادیانیت نوازی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ ڈالے۔ اقلیتوں کے حقوق کے نام پہ مسلمان اکثریت کے حقوق سلب کئے جارہے ہیں اور انسانی حقوق کا واویلا کر کے قادیانی اور امریکا نواز این جی اوز مسلمانوں پر مغربی ایجنڈا مسلط کرنا چاہتی ہیں۔ تمام دینی اداروں' مذہبی تنظیموں اور مسلمانوں کو ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا سدباب کرنا چاہئے۔

حکومت روزنامہ الفضل سمیت تمام قادیانی رسائل و جرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کرے

چیچہ وطنی (نامہ نگار) صفوں میں اتحاد اور میڈیا میں دسترس حاصل کئے بغیر قادیانی ناسور اور قادیانی نواز افراد سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ قادیانی ریشہ دوانیوں اور ارتدادی سرگرمیوں کو ناکام بنانے اور ملکی سلامتی و استحکام کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ حکومت' اس کی ٹیم اور اس کے نظام سے نجات حاصل کی جائے۔ کیونکہ حکمران اسلامی تعلیمات سے انحراف اور روگردانی کر کے امریکی و یہودی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے سرگرداں ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے اپنے ایک بیان میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہود و نصاریٰ کی خواہش پر قرآن کریم کی آیات میں تحریف لفظی اور معنوی کے مرتکب کو یقینا عبرتناک انجام تک پہنچایا جائے گا۔ آغا خان تعلیمی بورڈ کا قیام' نصاب کی کتابوں سے قرآنی آیات کا اخراج' سیرت النبی اور جہاد کے مضامین کا اخراج قیام پاکستان' نظریہ پاکستان اور افواج کے ماٹو (جہاد) سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔ حکومت امریکی و یہودی ایجنڈے کو آگے بڑھانے سے گریز کرے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت کے روزنامہ الفضل سمیت تمام قادیانی رسائل و جرائد اور پریس مسلسل توہین اسلام اور توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہیں جو کہ پارلیمنٹ اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی پامالی ہے۔ حکومت روزنامہ الفضل سمیت تمام قادیانی رسائل و جرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کرے۔

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مشفق رہنما خلیفہ مجاز حضرت شہید ختم نبوت' رفیق سفر حضرت جلال پوری مدظلہ' جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل حضرت مولانا ڈاکٹر نعیم احمد سلیمیؒ کے اچانک وصال پر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے دعائے مغفرت فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا عزیز الرحمن جالندھریؒ نے اپنے تعزیتی بیان میں مرحوم کی خدمات کو سراہا اور ان کی دینی سماجی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور اہل خانہ کے تعزیت کی اور ہدایات جاری کی کہ حضرت سلیمیؒ مشن کو جاری رکھا جائے گا۔ ان کے مدرسہ کے نظم کو اکابر کی نگرانی میں پروان چڑھانے کی کوشش کی جائے گی۔ رب کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ دریں اثناء ایک تعزیتی اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی دفتر میں بھی ہوا جس میں کراچی جماعت کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری' ناظم امور محمد انور' مبلغ قاضی احسان احمد' سید انوار الحسن' سید اطہر عظیم' ملک ریاض الحق' فیصل عرفان اور دیگر جماعتی رہنما نے شرکت کی' مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا اور دعائے مغفرت کی دعا کی۔

جوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے ہیں ہم

مولانا حکیم محمد اختر دامت برکاتہم

زمیں پر مدینہ کی رہتے ہیں ہم
فلک پر مگر ناز کرتے ہیں ہم

نہ پوچھو کہ کیا ہے ہمارا شرف
جوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے ہیں ہم

کرم ہے یہ مالک کا اے دوستو
مدینے کی بستی میں بستے ہیں ہم

مدینے کی نسبت ہے قیمت مری
وگرنہ حقیقت میں سستے ہیں ہم

مدینہ میں مرنا مقدر میں ہو
خدا سے دعا یہ بھی کرتے ہیں ہم

یہ نالائقوں پر ہے رب کا کرم
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نگری میں رہتے ہیں ہم

شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہو نصیب
دعا رات دن یہ بھی کرتے ہیں ہم

مدینے میں ہر سال ہو حاضری
خدا سے یہ فریاد کرتے ہیں ہم

پس اے ساکنانِ مدینہ مجھے
نہ بھولو گزارش یہ کرتے ہیں ہم

اے اختر مرے قلب و جاں ہیں وہاں
مدینے سے گو دور رہتے ہیں ہم

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ دفاتر ومراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حسین آگاہی ملتان، NBL-7734, PB-310 حرم گیٹ برانچ ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ	حضرت سید نفیس الحسینی نائب امیر مرکزیہ	شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: 2780337 فیکس: 2780340